مواعظ حکیم الامت اور دینی رسائل کی اشاعت کا امین

ماہنامہ الامداد لاہور

نومبر/ 2016ء　　صفر/۱۴۳۸ھ

سلسلہ تبلیغ نمبر 267

الوصل والفصل

اللہ تعالیٰ سے تعلق غیر اللہ سے لاتعلقی

دفتر ماہنامہ الامداد
جامعہ دار العلوم الاسلامیہ رجسٹرڈ
291۔ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور
فون 35422213,35422206 فیکس 042-35433049
www.darululoomislamia.org

Ø ’ Ëö]æ Ø ‘ çö]

اللہ تعالیٰ سے تعلق غیر اللہ سے لاتعلقی

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱......	تمہید..	۹
۲......	توجہ الی الحق..	۱۰
۳......	طریق توجہ..	۱۲
۴......	حق تعالیٰ کے ساتھ محبت طبعی..	۱۴
۵......	محبت طبعی کا [illegible]..	۱۶
۶......	محبت غیر حق..	۱۷
۷......	غیر اللہ کے عاشق کا حال..	۱۸
۸......	توجہ ذکری..	۲۰
۹......	حاجی امداد اللہ کی تحقیق..	۲۱
۱۰......	استغراق کمال نہیں..	۲۲
۱۱......	مدارِ قرب..	۲۳

۱۲...... حضور a کا# ازتسلی ۲۴

۱۳..... مشقت اختیاریہ مو. # قرب نہیں ۲۵

۱۴..... شیخ کا ادب ۲۶

۱۵..... حضور a کی تسلی اور دعوت وتبلیغ کا حکم ۲۷

۱۶..... وساوس کی مثال ۲۸

۱۷..... حاجی صا # کی تعلیم ۲۹

۱۸..... ا.۱۰اۓ طریق ۲۹

۱۹..... معیارِ خلوص ۳۰

۲۰..... مناز (کا علاج ۳۲

۲۱..... غیر مخلص مولوی ۳۴

۲۲..... پیری مر± ی کیَ ۔ ۳۵

۲۳..... طرق وصول ۳۷

۲۴..... اظہار عجز ۳۹

۲۵..... بیماری میں,.۰رگوں کے احوال ۳۹

۲۶..... *۰ کامی کا ا. ۴۱

۲۷..... اس راہ میں* کامی بھی کامیابی ہے.................. ۴۳

۲۸..... مولا* یعقوب صا # کا حال........................ ۴۴

۲۹..... فراق صوری.................................. ۴۵

۳۰..... رحمت حق بہانہ می جو± ۴۶

۳۱..... طلب رضاء.................................. ۴۷

۳۲..... اشکال کا جواب.................................. ۴۹

۳۳..... وجود کفر میں حکمتیں.................................. ۵۰

۳۴..... کمالِ وصال.................................. ۵۱

۳۵..... ہوسِ کمال.................................. ۵۳

۳۶..... ,ـک ثناء.................................. ۵۴

۳۷..... اہتمام فصل.................................. ۵۶

۳۸..... تقدیم وصل* فصل.................................. ۵۸

۳۹..... چشتیہ اور نقشبندیہ میں اختلافِ مذاق.......................... ۵۸

۴۰..... چشتیہ اور نقشبندیہ میں امتیاز کا طر i ۵۹

۴۱..... شاہ ابوسعید m کی M.......................... ٦۰

۴۲.....	اجتہاد طر g	۶۳
۴۳.....	بعض مشائخ کی کوتاہی..............................	۶۴
۴۴.....	اصلاح کا طر i	۶۵
۴۵.....	خلاصہ وعظ..	۶۵
۴۶.....	عمل کی اہمیت...	۶۶

وعظ

Ø ' Ë]æ Ø ' ç]

اللہ تعالیٰ سے تعلق غیر اللہ سے لاتعلقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولا* محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے وعظ الوصل والفصل ۱۳ جمادی الا ٰ ی ۱۳۴۳ھ کو بعدنماز جمعہ ممبر پر بیٹھ کر ۲ گھنٹے ۴۵ منٹ ۔ اہل خانہ اور بعض مہمانوں کی درخوا پر ''وصل وفصل'' کے موضوع پر بیان فر*یا ۔سامعین کی تعداد تقریباً ا ۔ سو تھی۔

حضرت مولا* ظفر احمد صا # عثمانی مرحوم نے یہ وعظ قلمبند فر*یا ۔ تفصیلی تسو ۱۲ شوال ۱۳۴۳ھ سے شروع ہوکر ۱۷ شوال کو پوری ہوئی۔

اس وعظ میں تفصیل سے یہ* ت بیان کی گئی کہ اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کر* اور غیر اللہ سے فضول تعلقات کو ختم کر* ضروری ہے۔ نقشبندیہ اور چشتیہ کے طریق اصلاح کو بھی بیان فر*یا ۔مشائخ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مر ین کے لئے جو طریق مفید ہو اس کے مطابق اصلاح کریں سالکین کے لئے یہ وعظ انتہائی مفید ہے۔ بہت سے دقیق مسائل کو آسان پیرایہ میں ذکر فر*یا ہے اور مثالیں دn سمجھا*یا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہ کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق » فرمائے۔

خلیل احمد تھانوی

۱۳/ ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

å...ç$^Ú äÿ_ ì

الحمد للّٰہ نحمدہٗ و نستعینہٗ ونستغفرہٗ و نؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد انّ سیدنا ومولانا محمدًا عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ و بارك وسلم [Ú^ Ãe , :

فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

﴿وَاذۡکُرِسۡمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلۡ اِلَیۡهِ تَبۡتِیۡلاً﴾(۱)

تمہید

یہ ا- آ$ ہے سورۂ مزمل کی اس میں حق تعالیٰ نے حضور a کو دو باتوں کا امر فرمایا ہے ا- ذکر اللہ کا اور ا- انقطاع غیر اللہ کا(۲)

اس مضمون خاص کے اختیار کی وجہ میں ابھی بتلاؤں گا۔ اور اس وقت مطلق بیان کی وجہ یہ ہوئی کہ بعض احباب نے اس کی درخوا - کی تھی گو طبیعت میں اس وقت بیان کا تقاضا نہ تھا۔1 چند وجوہ سے میں نے اس شرط پر وعدہ کرلیا تھا کہ وقت پر کوئی مانع نہ ہوا تو بیان کردوں گا۔ وہ وجوہ یہ ہیں کہ اول تو درخوا - کرنے والے دور کے رہنے والے ہیں اور دور والوں کو بیان g کا اشتیاق زیادہ

(۱) ''اور تو اپنے پروردگار کا ذکر کر اور ہر طرف سے بے تعلق ہوکر اس کی طرف متوجہ ہوجا'' سورۃ المزمل:۸

(۲) غیر اللہ سے قطع تعلق کا۔

ہو ہے۔ دوسرے مجھے اُن کی خاطر اس لئے بھی عزیز ہے کہ مولا q ہی m سے
بیعت ہیں۔ اور حضرت m کے متعلقین سے میری طبیعت کو خاص تعلق ہے۔ میں اُن
کو لکل اپنا سمجھتا ہوں۔ تیسرے وہ مہمان بھی ہیں، اس لئے بھی قابل اکرام ہیں۔
غرض ان وجوہ سے میں ان کی درخوا کو رد نہ کر سکا اور معلق وعدہ کر لیا تھا۔ کیو è اُس
وقت ذہن میں مضمون کی تعیین نہ ہوئی تھی۔ اتفاق سے کل پرسوں ای مہمان اور آ گئے
انہوں نے مجھ سے اپنا ای خواب بیان کیا۔ میں نے اس کو تعبیر دی۔ ادھر اتفاق سے
تعبیر میں تقری طویل اور مفید ہو گئی تو جی چاہا کہ اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ بیان کر
جائے پھر آ $ بھی ذہن میں آ گئی۔ جس میں مضمون موجود تھا۔ جس کی میں نے ابھی
تلاوت کی ہے۔ پس اس وقت میں اس خواب کی تعبیر کا مضمون بیان کر چاہتا ہوں۔
یہ وجہ ہے مضمون خاص کے بیان کرنے کی اور اصل خواب کے بیان کرنے کی تو
ضرورت نہیں۔ ہاں اُس کا ای و بیان کرنے کے قابل ہے۔ وہ یہ کہ خواب میں
وصل و فصل کا لفظ بھی تھا جس کو وہ نہ سمجھے تھے کیو è اصطلاح قوم پر ان کی کوئی Ã نہیں
ہے۔ میری Ã سے اصطلاحات قوم ری ہیں۔ اس لئے میں تعبیر سمجھا H۔ وصل و فصل
کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ وصل کہتے ہیں: اتعالیٰ سے ملنے کو یعنی اُن سے تعلق اور لگاؤ
پیدا کرنے کو۔ اور فصل کہتے ہیں غیر اللہ سے بے تعلقی کرنے کو یعنی غیر اللہ سے تعلق کم
کرنے کو اس وقت اسی کے متعلق بیان ہوگا 1 مختصراً۔

توجہ الی الحق

اب میں آ $ کے ساتھ اس مضمون کا تعلق بتلا چاہتا ہوں۔ اس آ $
میں اشارۃً کیا بلکہ صراحۃً دونوں مضمون مذکور ہیں چنانچہ اس میں ای جملہ تو
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ ہے اس میں ذکر اللہ کا حکم ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے حق تعالیٰ

کے ساتھ تعلق اور لگاؤ ہوتا ہے اور وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا میں انقطاع کا حکم ہے۔ کیوè لغت میں تبتل کے معنی انقطاع(۱) ہی کے ہیں۔ رہا یہ کہ انقطاع کس سے؟ تو ظاہر ہے کہ: اتعالیٰ سے انقطاع تو مراد نہیں کیوè الیہ میں صلہٗ الی خود بتلا رہا ہے کہ انقطاع کے بعد حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا امر ہے۔ پس انقطاع غیر اللہ سے مراد ہوگا۔ بلکہ اأ غور کر کے دیکھا جائے تو صرف تبتل الیہ یہی ا ی- جملہ وصل وفصل دونوں پ دلا ۔ کررہا ہے۔ اأ ''وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ'' بھی نہ ہوتا تو یہی ا ی- جملہ دونوں ۔ توں کے بیان کے لئے کافی تھا۔ کیوè جن لوگوں کی Ã عر M پ ہے وہ جا... ہیں کہ تبتل وانقطاع کا اصلی صلہ ''عن'' ہے۔ جو اُس چیز پ داخل ہوتا ہے۔ جس سے تعلق قطع کیا جاتا ہے اور اس کا اصلی صلہ ''الی'' نہیں ہے۔ بلکہ یہ عارضی صلہ ہے اور جس وقت اس کے بعد ''الی'' ہوتا ہے۔ اس وقت یہ معنی وصول کو متضمن ہوتا ہے۔ اس کو اہل بلا ۔ تضمین کہتے ہیں۔ پھر کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ متضمِن ومتضمَّن دونوں کا صلہ اور ہوتا ہے۔ اس وقت تبتل کا استعمال ''عن'' و ''الی'' دونوں کے ساتھ ہوگا اور کبھی صرف ''الی'' مذکور ہوتا ہے جو کہ معنی وصول کا صلہ ہے جس کو تبتل کے ضمن میں لیا H ہے اور اس کا مدخول وہ ہوتا ہے جس سے وصل ہوگا اور اصلی صلہ یعنی ''عن'' مع اپنے مدخول کے . ف کر دی جاتا ہے۔ 1 لفظوں ہی سے . ف ہوتا ہے۔ ارادہ سے . ف نہیں ہوتا بلکہ ارادہ میں ملحوظ(۲) ہوتا ہے اور اُس کو . ف اس لئے کر دیتے ہیں کہ وہ تو اس لفظ کا اصلی صلہ ہے۔ اأ محذوف بھی ہوگا تو g والے خود سمجھ لیں گے۔ چنانچہ یہاں ایسا ہی ہوا ہے کہ تبتل کا عارضی صلہ ''الی'' ہی مذکور ہے اور اصل صلہ ''عن'' مقدر ہے لفظ ''الی'' ہی سے معلوم ہوH کہ تبتل معنی وصل کو متضمن ہے پس معنی یہ ہوئے کہ تبتل عن الخلق الیہ یعنی مخلوق سے منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائیے تو چوè یہاں معنیٰ انقطاع لفظ تبتل سے اور معنی وصل صلہٗ ''الی'' ہی سے مفہوم ہو رہے ہیں اس لئے یہی

(۱) لاتعلقی (۲) اس کا لحاظ ہوتا ہے۔

ا یـ جملہ وصل وفصل دونوں پہ دلا ـ کررہا ہے۔

طریق توجہ

اب سوال ہوگا کہ پھر ﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ ﴾ ’’اور تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کر‘‘ کی کیا ضرورت تھی کہ کیا یہ زا ئد ہوا تو خوب سمجھ لو کہ یہ بھی زائد نہیں کیوè گو تبتل الیہ میں حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا امر ہH 1 اس میں طریق توجہ کا ذکر نہ تھا ﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ ﴾ میں حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا طر i بتلا یH ہے اور اس کے بتلانے کی ضرورت بھی تھی کیوè توجہ کے جتنے طر j ہیں یہاں . متعذر ہیں۔ توجہ کا ا یـ طر i تو مشاہدہ یعنی رؤ$ (۱) ہے اور یہاں حق تعالیٰ کا یہ مشاہدہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں آ ت میں ہوگا۔ چنانچہ حد$ مسلم میں ہے۔(لن تروا ربکم حتی تموتوا) ’’ہرگز نہ دیکھو گے اپنے رب کو مرنے سے پہلے‘‘ (سنن ابن ماجۃ: ۲۰۷، مسند أحمد: ۴/۳۶۱، کنز العمال: ۴۳۱۲۶)

اس سے جیسے د* میں مشاہدہ کیÔ ہوئی ہے ایسے ہی مرنے کے بعد رؤ$ کا اثبات بھی ہورہا ہے کیوè حتیٰ غا$ کے لئے ہے تو معلوم ہوا کہÔ رؤ$ موت پہ منتہی ہوجائے گی تو موت کے بعد رؤ$ ہوگی اور دوسرا توجہ کا تصور ہے اور حق تعالیٰ کا تصور بھی* لکنہ* یکنہ نہیں ہوسکتا یعنی ذات کا ادراک نہیں ہوسکتا۔ بلکہ جو کچھ تصور میں آ ـ ہے وہ محض وجہ اور مثال ہے اور حق تعالیٰ اس سے بھی وراء الوراثم وراء الوراء ہیں(۲)۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں:

اے برتـ از خیال و قیاس وگمان ووہم وز ہرچہ گفتہ# وشنیدیم وخوا# ہ ایم (۳)

---

(۱) د ار الٰہی (۲) اس سے بھی بلند* لا و برتـ ہیں (۳) ’’اے خیال اور قیاس اور گمان اور وہم سے زیادہ برتر ھے ہوئے۔ جو کچھ کہ کہا ہے اور سنا ہے اور پڑھا ہے‘‘۔

دفتر تمام گشت وبپایاں رسید عمر ماہمچناں دراول وصف تو ماندہ ایم(۱)

اورایک عارف فرماتے ہیں ؎

دور بیناں بارگاہِ الست بیش ازیں پے نبردہ اند کہ ہست(۲)

کہ بڑے بڑے عارفین کو بھی ذاتِ حق تعالیٰ کا ادراکِ تام اور کامل تصور نصیب نہیں ہوا اور جس کا نام ان کی اصطلاح میں توجہ تام ہے اس کا حال یہ ہے کہ وجہ قریب اور مثال قریب ان کے قلب میں قائم ہوجاتی ہے جس کی طرف ہر وقت توجہ سہل ہوجاتی ہے باقی وہ بھی مرآۃِ حق (۳) ہی ہے عین حق نہیں ہے اس لئے کہتے ہیں۔ كُلُّ مَاخَطَرَ بِبَالِكَ فَهُوَ هَالِكٌ وَاللّٰهُ اَجَلُّ مِنْ ذٰلِكَ (۴) تو مبتدی بے چارہ کا تو کیا منہ ہے جو ذات کا ادراکِ تام کرسکے بس سارے مقامات طے کرکے بھی اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ موجود ہیں باقی کیونکر ہیں اور ان کی کنہ کیا ہے یہ کسی کو معلوم نہیں ہوتا ایک دفعہ اسی حالت کے غلبہ میں بے ساختہ ایک شعر موزوں ہوگیا تھا۔ اس کو بھی پڑھے دیتا ہوں ؎

اندریں رہ انچہ می آید بدست حیرت اندر حیرت اندر حیرت ست (۵)

بس واقعی اس طریق میں جوں جوں بڑھتے جاؤ گے حیرت ہی بڑھتی جائے گی ادراکِ تام نصیب نہ ہوگا۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

گہ چنیں بنماید و گہ ضد ایں جز کہ حیرانی نہ باشد کارِ دیں(۶)

---

(۱) "حساب کتاب مکمل ہوگیا اور زندگی ختم ہونے کے قریب ہوگئی میں تو ابھی تک تیرے ایک وصف کو بھی نہ سمجھ سکا" (۲) "دور اندیش لوگوں نے عہد الست سے صرف اتنا سمجھا ہے کہ ان کا وجود رہے" (۳) آئینہ تجلی حق (۴) تیرے دل میں جو اس کی صورت آتی ہے وہ ختم ہونے والی ہے اللہ کی ذات ان سب سے بلند و بالا ہے (۵) "اس راستہ میں جو کچھ حاصل ہوتا ہے حیرت کے اندر حیرت ہے" (۶) "کبھی ایسا دکھلاتا ہے اور کبھی اس کے خلاف دین کا کام سوائے حیرانی کے نہیں ہے"۔

اگر حق تعالیٰ کا تصور کبھی ہوگا بھی تو* تمام ہوگا کیونکہ یہاں اُن کی نظیر نہیں مل سکتی۔۔ # کاملین کا بھی یہ حال ہے تو مبتدی کو تو کسی طرح بھی ادراک* م نہیں ہوسکتا۔

حق تعالیٰ کے ساتھ محبت طبعی

یہاں سے میں ای-* بات پر متنبہ کر* ہوں وہ یہ کہ حق تعالیٰ کے مدرک *بالحواس (۱) اور مدرک* لکنہ نہ ہونے (۲) اور ان کی نظیر اور مثل نہ ہونے پر اس حکم کا متفرع (۳) کر* تو صحیح ہے کہ ان کا ادراک* م نہیں ہوسکتا۔1 بعض نے غلطی کی ہے کہ اس پر یہ حکم بھی متفرع کیا ہے (۴) کہ حق تعالیٰ کے ساتھ محبت طبعی بھی نہیں ہوسکتی اور دلیل میں یہ کہا ہے کہ محبت طبعی* تو دیکھنے سے ہوتی ہے* آواز g سے۔ چنانچہ # ھوں کو آواز سن کر عشق ہوجا* ہے وہ صورت کہاں دیکھتے ہیں اس لئے محض مشاہدہ صورت تو مدار عشق نہیں ہے بلکہ آواز بھی اس کا منشاء ہوسکتی ہے۔ رK العاشقین مولا* جامی m فرماتے ہیں ۔

نہ تنہا عشق از دی+ار خیزد بسا کیں دو- از گفتار خیزد (۵)

اور حق تعالیٰ کا نہ مشاہدہ ہوسکتا ہے اور نہ عادۃً حق تعالیٰ سے کلام ہوسکتا ہے اور اگر ° ق عادات (۶) کے طور پر کسی کو ہو بھی۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا ہے 1 وہ صوت (۷) سے منزہ ہے تو پھر وہ بھی . # کہ اس کو بلاواسطہ کلامِ الٰہی * جائے بواسطۂ مثال کے نہ * جائے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو کلام ہوا وہ بواسطۂ مثال کے تھا۔ کیونکہ وہ کلام مسموع (۸) تھا۔ اور کلام

(۱) خود اس کے ذریعہ اس کے ادراک نہ کرنے (۲) اس کی حقیقت -- رسائی نہ ہونے (۳) یہ حکم لگا* تو در - ہے کہ ذات* ری کا مکمل ادراک نہیں ہوسکتا (۴) یہ حکم لگا* در - نہیں کہ حق تعالیٰ سے طبعی محبت بھی نہیں ہوسکتی (۵) ''عشق تنہا دی+ار سے ہی نہیں پیدا ہو* بہت دفعہ یہ حا - گفتگو سے بھی پیدا ہوجا* ہے''
(۶) خلاف عادت (۷) حروف وکلام سے بے* ز ہے (۸) وہ کلام سنائی دی*۔

مسموع میں؛ ترکیب بھی ہوگی الفاظ بھی ہوں گے۔ آواز بھی ہوگی۔ اور یہ امور مثال میں ہو h ہیں نہ کہ اصل کلام الٰہی میں کیوèصوفیہ کا اجماع ہے۔ اور یہی متکلمین کا بھی مذہب ہے۔ کہ

قول ولحن نے آواز نے (اس کی گفتگو میں نہ الفاظ ہیں نہ ۔ ولہجہ)

حق تعالیٰ کا کلام لحن اور آواز سے مبرا ہے اور د* میں+ ون لحن و آواز کے ہم کلام کو نہ سن h ہیں نہ سمجھ h ہیں تو اس اعتبار سے کلام بھی مثل رؤ$ کے ہے کہ د* میں حق تعالیٰ سے کلام بھی بلاواسطہ مثال کے نہیں ہوسکتا۔ اور شا+ یہی مراد ہے حجاب سے اس آ$ میں۔ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ $دَرَاءِ حِجَابٍ﴾(۱)

ہاں! مثال کے واسطے سے رؤ$ بھی ہوسکتی ہے اور کلام بھی ہوسکتا ہے۔

یہ شبہ نہ ہو کہ پہلے تو حق تعالیٰ کی نظیر کی تم نےÔ کی ہے اور یہاں مثال کو جائ٭ کہا ہے۔ جواب یہ ہے کہ وہاں نظیر سے مراد مثل ہے جو متحد فی النوع (۳) ہوتی ہے اور اس سے حق تعالیٰ منزہ ہے اور مثال مشارک فی الوصف ہوا کرتی ہے (۴)۔ حاصل یہ ہوا کہ حق تعالیٰ کے لئے مثل یعنی مشارک فی النوع تو کوئی نہیں ہاں مثال مشارک فی الوصف جائ٭ ہے (۵)۔ پس بعض متکشفین کہتے ہیں کہ۔ # حق تعالیٰ کی نہ رؤ$ ہوسکتی ہے نہ ان کا کلام بلا واسطہ مثال کے مسموع ہوسکتا ہے تو حق تعالیٰ کے ساتھ محبت طبعی نہیں ہوسکتی۔ کیوè محبت طبعی کا L رؤ$ صورت*ِ سماع صورت ہی ہوا کرت ہے یہ دلیل اپنی ۔٭امت وپختگی (۶) میں بظاہر قوی

(۲) ''اور کسی بشر کی یہ مجال نہیں کہ حق تعالیٰ اُس سے (د* میں) کلام کریں 1 وحی سے*ِ حجاب کے پیچھے سے'' الشوریٰ: ۵۱ (۳) اس کی نظیر نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نوع میں کوئی شر- نہیں (۴) مثال کسی ا- وصف میں شر- ہونے کا٭م ہے (۵) اس کی ذات کی مثل تو کوئی نہیں ہاں اس کے اوصاف کے مماثل ہوسکتا ہے (۶) بظاہر تو یہ دلیل بہت عمدہ اور مضبوط ہے۔

معلوم ہوتی ہے1حقیقت میں محض لاشئے ہے(۱)۔

محبت طبعی کا ا،ؒ

امام غزالی m نے اس کا خوب رد کیا ہے اور فرتاؔ یہ ہے کہ محبت طبعیہ کا
ہٖا ان اسباب میں منحصر نہیں ہے اور اس کی خوب مثال دی ہے کہ ہر مومن کو
رسول اللہ a سے محبت طبعیہ ایسی ہے کہ بیوی بچوں اور ماں* پ وغیرہ . کو
حضور a ,پ فدا کرنے کو تیار ہے حالاè نہ اس وقت کے مسلمانوں نے
حضور a کی صورت دیکھی ہے۔ نہ آپ a کی آواز سنی ہے اسی طرح. رگوں
کے سلسلہ سے ہم کو محبت ہے۔ جن کو ہم نے دیکھا بھی نہیں۔ (مثلاً حضرت فاطمہ
زہرا اور امام حسین رضی اللہ عنہما اور سیدٔ شیخ عبدالقادر جیلانی m سے بہت
مسلمانوں کو طبعی محبت ہے)۔

نیز مقلدوں کو ائمہ مجتہدین سے طبعی محبت ہے۔ چنانچہ مقلدوں اور غیر
مقلدوں میں جو جھگڑا ہوٓ ہے وہ اس کی دلیل ظاہر ہے کہ ذراسی گستاخی,پ مقلدوں
کو جوش آجآ ہے۔ اور آپے سے* ہر ہوجاتے ہیں اور یہ ا،ؒ محبت طبعی کا ہے محبت
عقلی کا نہیں کیوè محبت عقلی استدلال سے ہوتی ہے اور استدلال سے جوش نہیں ہوا
کرٓ بہرحال محبت طبعی+ وں (۲) ان دو کے بھی ہوسکتی ہے تو معلوم ہوا کہ اس کا
ا۔ اور ہٖا بھی ہے جس کاٗ م ہے منا ہٖ اور منا ہٖ ہی مدار محبت طبعیہ ہے۔
سو حق تعالیٰ سے ژ۔ دہ بندہ کو کسی سے بھی منا ہٖ نہیں۔ پس محبت طبعی بھی: اتعالیٰ
سے ژ۔ دہ کسی کے ساتھ نہیں ہوسکتی۔

---

(۱) حقیقت میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے (۲) بغیر دیکھے اور بغیر آواز سنے بھی ہوسکتی ہے۔

محبت غیر حق

بلکہ محققین نے تو دعویٰ کیا ہے کہ غیر: اسے محبت ہو ہی نہیں سکتی اور جس کو غیر سے بظاہر محبت ہے وہ بھی حقیقت میں: اتعالیٰ ہی سے محبت ہے۔* قی اس پ جو مؤا:ٌ ہ ہے وہ بوجہ M کے ہے کیوè اس کو تو یہ خبر نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرر ہا ہوں۔ یہ تو M غیر ہی کی کرر ہا ہے اور اس پ اجماع ہے کہ مؤا:ٌ ہ(۱) ۔# ہو* ہے M ہی پ ہو* ہے اور جہاں بظاہر عمل پ مؤا:ٌ ہ ہے وہ بھی حقیقت میں M ہی پ ہے۔ مثلاً کسی نے ز* کیا اور اس پ حد قائم کی گئی تو ظاہر میں مؤا:ٌ ہ فعل پ ہے 1 حقیقت میں مؤا:ٌ ہ قصد ز* ء(۲) پ ہے۔ چنانچہ اس پ اتفاق ہے کہ شب زفاف(۳) میں اگر شبہ سے غیر عورت کے ساتھ اپنی بیوی سمجھ کر وطی کرلے(۴) تو H ہ نہ ہوگا نہ اس پ حد قائم ہوگی نہ یہ ز* شمار ہوگا بلکہ حمل رہ جائے تو لڑکا حلالی ہوگا۔ اور اپنی بیوی سے غیر سمجھ کر وطی کرلے تو H ہ ہوگا۔ بلکہ اپنی بیوی سے وطی کرتے ہوئے تصور غیر سے بھی H ہ ہوگا۔ یعنی اگر کسی نے کوئی حسین عورت دیکھی ہو پھر اپنی بیوی سے وطی کرتے ہوئے اس کی صورت ذہن میں حاضر کرکے یہ تصور کرے کہ گو* میں اس اجنبی حسین عورت سے وطی کرر ہا ہوں تو H ہ ہوگا۔ حالاè بظاہر یہاں وطی حلال کا تحقق(۵) ہو رہا ہے۔ 1 چوè قصد حرام کا ہے(۶)۔ اس لئے H ہ ہوا گو حد نہ ہو(۷)۔ اسی طرح کسی غیر عورت کا عکس* پ نی میں دیکھ کر اُس سے تلذذ کر* (۸) بھی H ہ کا L ہے۔ گو یہاں تمتع* لاجنبیہ(۹) نہیں** H، کیوè* پ نی میں جو عکس آرہا ہے وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ 1

(۱) پکڑ۔# ہوگی ابی M کی وجہ سے ہوگی (۲) ارادہ ز* ء پ ہے (۳) سہاگ رات میں (۴) صحبت کرلے (۵) حلال صحبت کا تحقق ہو رہا ہے (۶) چوè ارادہ حرام کا ہے (۷) H ہ ہوگا لیکن حد جاری نہیں ہوگی (۸) اس کا عکس* پ نی میں* تصو دیکھ کر اس سے لذت حاصل کر* بھی H ہ کا L ہے (۹) اگر چہ یہاں اجنبی عورت سے لذت کا حصول نہیں** H۔

قصد کی وجہ سے H ہ ہوا اسی طرح غلطی سے* پنی* شر.$ سمجھ کر شراب پی لے تو H ہ نہیں ہوا۔ اور شراب کی M سے جو شر.$ پی H ہو تو H ہ ہوا۔ غرض اس کی اور بہت نظیریں ہیں جن سے یہ مسئلہ*. $ ہو* ہے کہ مؤا: ہ دراصل M پ ہے۔ اسی لئے ان لوگوں سے مؤا ہ ہو* ہے تو غیر: اسے* جا محبت کرتے ہیں کیوè ان کی M تو غیر حق سے ہی محبت کی ہے۔: انتعالیٰ کا تو انہیں دھیان بھی نہیں آ*۔ *.قی حقیقت میں یہ محبت حق تعالیٰ ہی سے ہے۔

غیر اللہ کے عاشق کا حال

تقری اس کی یہ ہے کہ محبت کے جتنے اسباب ہیں یعنی حسن وجمال اور » ء ونوال* فضل وکمال(۱) یہ صفات حقیقت میں حق تعالیٰ کے ہیں دوسروں میں صفات الٰہیہ کا عکس ہے تو اس عکس کا عاشق ہو* ایسا ہے جیسے دیوار پ دھوپ پڑ رہی ہو اور کوئی دیوار کی روشنی پ عاشق ہو جائے تو گو ظاہر میں یہ نورِ. ار(۲) کا عشق ہے 1 حقیقت میں آفتاب کا عشق ہے(۳) یہ شخص دیوار پ اسی وقت-- عاشق ہے .# -- اس کو یہ خبر نہیں کہ یہ نور آفتاب کا ہے اور .# اس کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ تو آفتاب کی صفت ہے اس وقت کہے گا ؎

نہ شبم نہ *. پ ستم کہ حدی$ خواب گویم چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم(۴)

اور اس وقت اپنی حماقت پ افسوس کرے گا کہ میں اب-- آفتاب سے کیوں غافل رہا اور دوسروں میں انس کا عکس دیکھ کر کیوں الجھا رہا اسی طرح جن کی Ā حق تعالیٰ کے کمالات پ پہنچ گئی ہے اور وہ سمجھ گئے ہیں کہ اسباب محبت حقیقت

(۱) محبت کے اسباب حسن وخوبصورتی داد ودہش* فضیلت وغیرہ ہو* ہے (۲) دیوار کے نور کا عشق ہے (۳) سورج کی محبت وعشق ہے (۴) ''نہ میں رات ہوں نہ *. پ -- کہ خواب کی*.ت کروں چوè آفتاب کا غلام ہوں اس لئے آفتاب کی*. تیں کر* ہوں''۔

میں حق تعالیٰ ہی میں ہیں اور دوسروں میں محض عکس ہے وہ . کو چھوڑ کر: اکے ہوگئے اور جو لوگ عکس کے اوپ فریفتہ ہیں اُن کی نسبت یوں فرماتے ہیں ؎

عشق *. مردہ m شد *پGار عشق را *.حیّ و *. قیوم دار

عشق ہائے اَ ُپے رنگے بود عشق t د عاقبت ننگے بود(۱)

واقعی غیر حق کے ساتھ عشق *پGار نہیں ہے کیوè جو لوگ غیر کے عاشق ہیں وہ اسی وقت -- عاشق ہیں . # -- صفات حق کا جلوہ ان میں ہو رہا ہے۔ اسی کو رَ- فرنا یHَ ہے اور اَ وہ اپنے عکس کو سلب کرلیں تو پھر ان کا عشق بھی جا- رہے گا چنانچہ جو لوگ کسی عورت یا لڑکے پ عاشق ہیں وہ اَ مرنے کے بعد اُس کی لاش کو اس حا - میں دیکھ لیں کہ+ ن پھٹ یHَ ہو اور اُس میں عفو M (۲) پیدا ہوگئی ہو کیڑے گو- - پو - کے+ ر پیدا ہوگئے ہوں تو . سے پہلے یہ عاشق صا # ہی اس سےĐت کرنے لگیں گے اور اس کی بھی ضرورت نہیں بلکہ+ گی ہی میں کسی حسین عورت کا سر منڈا* جائے تو کوئی بھی اُسے نہ پوچھے گا۔ اسی لئے کہتے ہیں ؎

عاشقی *. مردگاں *پندہ نیست زا è مردہ سوئے ما آیندہ نیست(۳)

اور یہ تو اُس عشق کا حال ہے جو واقع میں عشق ہو ورنہ آج کل تو عشق کا وجود ہی بہت کم ہے لوگوں نے فسق کا* م عشق رکھ لیا ہے سو اس کے زائل ہونے کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ ذرا ان کا محبوب ز$ وز M نہ کرے، قیمتی کپڑا اور زیور نہ پہنے تو بس پھر یہ عاشق صا # کسی اور کو تلاش کرنے لگیں گے۔ مو* اسی کو فرماتے ہیں ؎

---

(۱) ”مرنے والی چیزوں سے عشق ہمیشہ رہنے والا نہیں ہو- اس لئے حیّ وقیوم کے ساتھ عشق کرو۔ جو عشق رَ- و روپ کی وجہ سے ہو- ہے وہ عشق نہیں ہے اس سے آ- ت کا نقصان ہو- ہے“ (۲)- بو (۳) عاشقی مردوں کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتی کیوè مردہ ہماری طرف آنے والا نہیں“۔

عشق ہائے اَ پئے رنگے بود　　عشق t د عاقبت ننگے بود(۱)

بہرحال اہلِ تحقیق کا یہ قول ہے کہ محبت: اکے سوس کسی سے نہیں ہوسکتی اورحق تعالیٰ سے محبت عقلی تو ہوتی ہے طبعی بھی ہوسکتی ہے پس فلاسفہ اور بعض خشک متکلمین کا حق تعالیٰ کے مشاہد اور مدرک لکنہ نہ ہونے(۲) پر تفریع کرنا تو غلط ہے کہ حق تعالیٰ سے محبت طبعی نہیں ہوسکتی ہاں جو تفریع میں نے کی ہے وہ صحیح ہے کہ ذات حق تعالیٰ کا ادراک م نہیں ہوسکتا۔

توجہ ذکری

اسی لئے مبتدی کو ابتداء میں وساوس وخطرات زیادہ آتے ہیں کیونکہ ایسی ذات کی طرف توجہ کا مربوط(۳) ہوجانا اول اول(۴) بہت دشوار ہے جو نہ مشاہدہ میں آسکے نہ تصور میں پوری طرح آسکے اس لئے توجہ الی اللہ کا طر i بتلانے کی بہت ضرورت تھی۔ چنانچہ ’’اوراپنے پروردگار کے نام کا ذکر کر‘‘ میں بھی یہی طر i بتلایا ہے اس لئے یہ جملہ زیادہ نہیں۔ حاصل طر i کا یہ ہے کہ گو ذات حق کی طرف توجہ م نہیں ہوسکتی۔ 1تم اس کو یاد ہی کرتے رہو۔ بس یہی توجہ ذکری کافی ہے اور اسی سے مطلوب حاصل ہوجائے گا۔ گو ذکر کرتے وقت تمہارے ذہن میں ذات کا تصور حقیقی نہ ہوگا بلوجہ ہی(۵) ادراک ہوگا 1 یہی کافی ہے بلکہ اگر مسمی کا تصور بلکل نہ ہو محض اسم اللہ ہی کا تصور ہو تو یہ بھی کافی ہے(۶) اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اس جملہ میں لفظ اسم بھی زائد نہیں گو

---

(۱) ’’جو عشق رنگ کے لئے ہوتا ہے اصل میں وہ عشق نہیں ہے۔ آخر کار ننگ وعار ہوتا ہے‘‘ (۲) حق تعالیٰ کی ذات کو چونکہ دیکھا نہیں اور اس کی ذات کا ادراک بھی نہیں اس سے یہ مسئلہ نکالنا درست نہیں کہ حق تعالیٰ سے طبعی محبت نہیں ہوسکتی (۳) ایسی ذات کی طرف توجہ کا قائم ہوجانا (۴) شروع شروع میں مشکل ہوتا ہے (۵) تھوڑا سا ہی (۶) اللہ کی ذات کا تصور نہ ہو صرف اس کے نام کا تصور ہوجائے یہی کافی ہے۔

بعض نے اس کو زائد کہا ہے 1 اسلم وارجح یہ ہے (۱) کہ زائد نہ ہو کیونکہ توجہ الی اللہ کا طر i ابتداء میں یہی ہے کہ توجہ الی الاسم (۲) کیا جاوے۔

حاجی امداداللہ کی تحقیق

یہ عقدہ حضرت حاجی صا # m کی۔ ۔ سے حاصل ہوا حضرت فرماتے تھے کہ ذکر میں اول تو توجہ الی المذکور (۳) چاہئے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو توجہ الی الذکر ہی کر لے اس سے بھی شدہ شدہ مذکور کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ گو اس کی توجہ ذکر ہی کی طرف ہے۔ بلکہ اگر توجہ الی المذکور کے ساتھ بھی توجہ الی الذکر ہو $ بھی اس کو توجہ الی المذکور میں مخل سمجھ (۴) کر اس کی Ô نہ کرے۔ کیونکہ * لذات اس کی توجہ مذکور ہی کی طرف ہوگی اور ذکر کی طرف تبعاً توجہ ہے۔

توجہ قلب کی * لکل ایسی ہی مثال ہے جیسے روئیت $ بصر کی حا ۔ ہے کہ آپ . # آ ç سے کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو یہ نہیں ہو * کہ مرئی (۵) کے سوا اور کوئی چیز آپ کو Ã نہ آئے اگر آپ ا۔ نقطہ کی طرف نگاہ کریں گے تو ساتھ میں اور اشیاء بھی تبعاً Ã آ N گی 1 یہ نہیں کہا جا * کہ اس شخص نے نقطہ کے سوا اور چیزوں کو بھی قصداً دیکھا ہے بلکہ یہی کہا جا * ہے کہ قصداً تو اس نے صرف نقطہ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ * لذات اُسی کی طرف نگاہ اُٹھائی گئی ہے اور دوسری چیزوں کو قصداً نہیں دیکھا۔ لیکن وہ + وں (۶) قصد کے سامنے آ گئیں۔ اسی طرح . # ہم توجہ * لذات مذکور کی (۷) طرف کریں گے تو یہی کہا جائے گا کہ توجہ تو مذکور کی طرف ہے 1 تبعاً

(۱) زادہ راجح یہی ہے کہ زائد نہ کہا جائے (۲) اللہ کے نام کی طرف توجہ کی جائے (۳) جس کا ذکر کر رہے ہیں اس کی طرف توجہ ہو۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ذکر کی طرف ہی توجہ کر لے (۴) ذکر کی طرف توجہ کرنے کو مذکور کی طرف توجہ کرنے میں رکاوٹ نہ سمجھے (۵) جس کو دیکھ رہے ہیں (۶) بلا ارادہ (۷) . # ہم خود اسکی طرف توجہ کریں گے جس کا ذکر کر رہے ہیں۔

ذکر کی طرف بھی التفات (۱) ہوH۔

اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہوH کہ ذکر کے وقت اگر وساوس خود بخود آN تو مضر نہیں کیوè وہ حاسۂ باطنہ (۲) کے سامنے خود بخود آگئے ہیں قصداً نہیں لائے تو جس طرح حاسہ بصر (۳) کے سامنے مرئی کے سوا اور چیزیں بھی اضطراراً (۴) آجاتی ہیں اسی طرح حاسۂ بصیرت (۵) کے سامنے بھی اضطراراً کچھ چیزیں آجاتی ہیں اس سے سالک پریشان نہ ہو کیوè ذکر میں ایسی توجہ ہو کہ دوسری اشیاء کی طرف بلاقصد بھی خیال نہ جائے قری$ بمحال ہے۔

استغراق کمال نہیں

ہاں استغراق میں ایسا ہوسکتا ہے1 استغراق خود ہی کمال نہیں جس کی ایک دلیل تو ہے کہ حضور a کو استغراق (۶) نہیں ہوا۔ آپ a کو نماز میں بھی استغراق نہ ہو تا تھا۔ بخاری کی حدی$ میں حضور a فرماتے ہیں کہ میں بعض دفعہ نماز میں قراءت طویل کرنا چاہتا ہوں۔

فاسمع بکاء صبی فاتجوز فی الصلوٰۃ خشیۃ ان تفتتن امہ (۷)

پھر میں کسی بچہ کے رونے کی آواز 7 ہوں تو نماز میں اختصار کر دیتا ہوں کہ مُبادا اس کی ماں پریشانی میں پڑ جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور a نماز میں بچوں کے رونے کی آواز بھی g تھے اور اُس سے متاثر بھی ہوتے تھے۔ بھلا صا #

(۱) ضمنا ذکر کی طرف بھی توجہ ہوگئی (۲) دل میں (۳) آç کے سامنے (۴) دیکھی جانے والی چیز کے علاوہ دوسری چیزیں غیر اختیاری طور پرÃ آجاتی ہیں (۵) احساسات قلب کے سامنے (۶) استغراق اس کیفیت کا نام ہے جس میں آدمی اتنا ڈوب جائے کہ اس کو اردگرد کی کچھ خبر نہ ہو۔ (۷) ''پھر میں کسی بچہ کے رونے کی آواز 7 ہوں تو نماز میں اختصار کر دیتا ہوں کہ مبادا اس کی ماں پریشانی میں پڑ جائے'' (الصحیح لمسلم کتاب البر والصلۃ باب: ۴۰، رقم: ۱۳۰، کنز العمال: ۵۹۲۴)۔

استغراق کو یہ* ت کہاں پیش آتی ہے اُسے دوسروں کی آوازیں کہاں سنائی دیتی ہیں۔

مدارِ قرب

دوسرے یہ کہ قرب مجاہدہ سے ہو* ہے اور استغراق میں مجاہدہ کچھ نہیں کیوè صا # استغراق کو توجہ الی اللہ سے مانع کوئی نہیں ہے(۱) اور مجاہدہ موانع کا مقابلہ کر کے متوجہ الی اللہ ہونے میں ہے یہ* ت صا # صحو(۲) کو حاصل ہوتی ہے اس کو وساوس وخطرات کے ساتھ متوجہ الی اللہ ہو* ہے۔ جس میں سخت کشاکشی اور مشقت(۳) ہے یہی تو وہ* ت ہے جس کی وجہ سے Kl ن کو 5ئکہ پر فضیلت ہے بعض رو* یت میں آ* ہے کہ 5ئکہ نے حق تعالیٰ سے عرض کیا یعنی اے اللہ! بنی آدم تو کھاتے Wپیا ہیں اور ہم یہ کام نہیں کرتے تو ان کے لئے د* کر دیجئے اور ہمارے لئے آ ت۔ حق تعالیٰ نے فر*یا کہ جس مخلوق کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے یعنی اپنی خاص عنا$ وفضل سے اس کو اور اِس مخلوق(۴) کو کیسے. ا. کر دوں۔ جس کو میں نے کلمہ کُن سے پیدا کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ Kl ن 5ئکہ سے نوعاً افضل ہے(۵)* قی جو جواب اس حد$ میں مذکور ہے وہ تو حاکمانہ جواب ہے اور حکیمانہ جواب یہ ہے کہ فرشتوں کو ذکر اللہ میں کچھ مشقت نہیں کیوè اُن کو نہ کھانے کی فکر ہے نہ Wپیا کی نہ بیوی بچوں کی اور Kl ن کو. ی مشقت کا سامنا ہے وہ چار طرف سے چھوٹ کر : ا- پہنچتا ہے تو جس چیز کو 5ئکہ نے Kl ن کے Ú(۶) کا ا سمجھا تھا۔ (یعنی کھا*C وغیرہ) وہی اس کے کمال کا ا ہے کہ* وجود ان جھگڑوں کے ساتھ لگے ہونے کے پھر بھی وہ حق تعالیٰ کی

(۱) اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے روکنے والی کوئی چیز نہیں ہے (۲) ہوشیار شخص کو حاصل ہوتی ہے (۳) بہت کھینچا* نی اور مشکل پیش آتی ہے (۴) یعنی فرشتوں کو (۵) اپنی نوع کے اعتبار سے فضیلت ر* ہے (۶) کم مرتبہ ہونے کا۔

طرف متوجہ ہو* ہے۔ چنانچہ O ءعلیہم السلام کھاتے بھی تھے W بھی تھے اُن کی بیو*یں بھی تھیں اور پھر بھی اُن میں معصیت(۱) کا وجود مطلق نہ تھا۔ اسی طرح اولیاء کرام بھی . قصوں کے* وجو H ہوں سے بچتے اور : ا تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے ہیں گو معصوم نہ ہوں۔

غرض استغراق میں کچھ کمال نہیں ورنہ 5 ئکہ Kا ن سے افضل ہوتے بلکہ جس کو استغراق نہیں ہے اس کو قرب *ہ دہ ہے گو وساوس کتنے ہی ہوں سالک وساوس سے گھبرا جا* ہے۔ 1 محقق ا ی نکتہ سے تسلی کر دیتا ہے۔

حضور a کا # از تسلی

چنانچہ سید المحققین a سے . # صحابہؓ نے وساوس کی شکا$ کی اور حضور a کو تو سید المحققین کہنا بھی بے ادبی ہے 1 کیا کریں اور کیا کہیں کسی طرح *. م بھی لیں۔ غرض حضور a سے صحابہ نے عرض کیا کہ *ی رسول اللہ a بعض دفعہ ہمارے دلوں میں ایسے وسوسے آتے ہیں کہ ہم جل کر کوئلہ ہو جا* پسند کرتے ہیں اُن کو *ز.ن پ لانے سے۔ تو دیکھئے صحابہ کیسے پ یشان آئے تھے۔ 1 *ز.ن جائیے حضور a کے۔ کہ کیسی تسلی فرمائی ہے۔ فر*ی: اَوَجَدُ تُمُوْهُ ذَاكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ (۲)

کیو è کفار کو شیطان وسوسہ نہیں ڈالتا۔ اس لئے کہ وہ تو سر* پ اس کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ اُن کے دل میں وساوس ڈالنے کی کیا ضرورت ہے معاصی* کفر کے وساوس سے اُن کو پ یشانی کیا ہوتی۔ وہ تو پہلے ہی کافر ہیں ہاں مسلمان* متقی کے دل میں معاصی* کفر کے وساوس ڈال کر ان کو پ یشان کر* ہے۔ کیو è یا H ہ

(۱) H ہ (۲) ''کیا تم کو وسوسے آنے لگے، یہ تو ایمان خالص کی علامت ہے'' سنن الترمذی: ۱۹۵۵، مسند احمد ۲/۲۵۸، مشکوۃ المص@: ۳۰۲۵۔

اور کفر سے بچنا چاہتا ہے تو شیطان اُن کو پریشان کرتا ہے۔ اس لئے آپ a نے فرمایا کہ یہ تو صریح ایمان ہے۔ اب بتلایئے ایسے پریشان شخص کے دل پر اس جملہ سے کیسی ٹھنڈک پہنچی ہوگی۔ غرض ثواب وقرب کا مدار مشقت ومجاہدہ پر ہے اور یہ صا # وساوس(۱) کو ڑ یدہ ہے غیر صا # وساوس کو نہیں۔ اس لئے وساوس سے گھبرا نہ چاہئے۔ 1 از خود لا بھی نہ چاہئے کیو è مشقت سے قرب جبھی ہوتا ہے جبکہ وہ مشقت غیر اختیار یہ ہو اختیاری نہ ہو۔ اور اگر کوئی امور غیر مقصودہ ہیں از خود مشقت کو اپنے اوپر لپیٹ لے تو اس سے قرب نہ بڑھے گا۔

مشقت اختیار یہ موجب قرب نہیں

میرے ایک دوست اس میں کلام کرتے تھے وہ مشقت کو مطلقاً موجب قرب سمجھے تھے خواہ بالاختیار ہو یا بلا اختیار اور خواہ مقاصد میں ہو یا وسائل میں۔ تو میں نے کہا اچھا پھر نماز کے لئے وضو کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ یہاں ہی حوض سے یا اسی مسجد کے کنوN سے پانی لے کر وضو کیا جائے دوسرے یہ کہ ایک دو میل جا کر جلال آباد سے پانی لا کر وضو کیا جائے۔ اگر مشقت مطلقاً(۲) موجب ثواب ہے تو آپ یہاں کے پانی سے وضو نہ کیا کریں۔ بلکہ جلال آباد سے پانی لا کر وضو کیا کریں۔ بس اس مثال سے فوراً سمجھ گئے کہ واقعی حضور a نے اور صحابہؓ نے ایسا کبھی نہیں کیا کہ قریب پانی موجود ہوتے ہوئے دور سے لائے ہوں۔ معلوم ہوا کہ مشقت اختیار یہ مطلقاً موجب قرب نہیں ہے ہاں جہاں نص معلوم ہوجائے کہ یہ مشقت اختیار یہ مطلوب ہے تو وہ مستثنیٰ ہوگی۔ جیسے تہجد کے لئے سونے کے بعد اٹھنا واقعی دشوار ہے 1 یہ مشقت مطلوب ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ

(۱) وسوسے والے کو ڑ یدہ (۲) اگر تکلیف مطلقاً ثواب کا موجب ہے۔

هِيَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِيۡلاً کہ رات کو اٹھنے میں Ñ بہت * دہ پامال ہو* ہے اور اس کے* وجود پھر حکم ہے قُمِ الَّیۡلَ یہ تو نص کی وجہ سے مستثنیٰ ہے* قی غیر مقصودہ میں یہی قاعدہ ہے کہ اختیاری مشقت مو۔ # قرب نہیں، یہ کہیں* $ نہیں ہے کہ * وجود گھر میں غلہ بھرا ہونے کے فاقہ کرو اور بھوکے رہو۔ فاقہ کے جو فضائل ہیں وہ اُسی وقت ہیں۔ # کہ گھر میں کھانے کو نہ ہو۔ اس وقت صبر سے قرب و ثواب ہوگا* قی غذا موجود ہوتے ہوئے تو کھا* ہی افضل ہے۔1 اس کے ساتھ بھی شرط ہے کہ جتنا Ñ کو کھلاؤ پلاؤ اتنا ہی اُس سے کام بھی لو۔ مفت نہ* لو۔ کیوè یہ تو حرام خوری ہے کہ پیٹ بھر کے کھا* کھاویں۔ اور کام کچھ نہ کریں* بہت کم کریں۔ ہمارے حضرت حاجی صا # m فرماتے تھے کہ ذاکر کو دودھ گھی کھا* چاہئے۔ اس کو فاقہ کر* تقلیل غذا کر* جا* نہیں۔ بشرطیکہ Ñ سے کام اتنا ہی لے جتنا کھا* ہے۔ بہر حال وساوس کو خود تو نہ لاؤ لیکن جو بے اختیار آویں اُن سے گھبراؤ بھی نہیں۔ کیوè ان میں مشقت کی وجہ سے قرب ہوگا۔ حضور a کے ارشاد کے بعد تو اب کوئی اشکال نہیں رہا۔ راستہ* لکل صاف ہو* اب بھی کوئی رنج و غم میں مرے تو وہ خود اپنے او* بلا8 ہے اگر صرف شیخ کہتا کہ وساوس مضر نہیں تو اس* تو یہ احتمال ہوسکتا تھا کہ شا* یوں ہی تسلی کر دی ہو اور واقع میں مضر ہوں گو یہ احتمال بھی* طل ہے۔

شیخ کا ادب

جیسے حضرت مولا* q کی m کے ا* مر* نے مجھ سے اس قسم کی شکا$ کی تھی تو میں نے کہا بے فکر رہو۔ اس سے کچھ ضرر نہیں ہو* تو وہ کہنے لگے کہ حضرت نے بھی یہی فر* تھا۔1 میں نے سمجھا کہ شا* ویسے ہی تسلی کر دی ہو۔ میں نے کہا توبہ کرو شیخ کی نسبت ایسا گمان کر* بے ادبی ہے۔ شیخ کی جوتی کو غرض* ی

ہے جو مریض کی جھوٹ موٹ تسلی کرے اُس کو مضر حا ت کے علاج سے بے فکر کردے اور جو ایسا کرے وہ شیخ نہیں رہزن ہے(۱) اس کی تو ایسی مثال ہوئی کہ ا ۔ شخص کو بخار ہورہا ہے، طبیب سے علاج کرانے جائے اور کہہ دے نہیں تم کو بخار نہیں خوب کھاؤ پیو اور بے فکر رہو بھلا اس کو کوئی طبیب کہہ سکتا ہے ہر اَ• نہیں۔ میرے اس کہنے سے اُن کی آنکھیں کھلیں اور اس خیال کو دل سے نکالا۔ سو اول تو شیخ, بھی ایسا گمان نہیں ہوسکتا۔

حضور a کی تسلی اور دعوت وتبلیغ کا حکم

1حضور a ,پ تو کسی طرح یہ گمان ہو ہی نہیں سکتا۔ جہاں یہ حکم ہے:
﴿یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ﴾(۲)

کہ صاف صاف احکام پہنچا دو اور یہ حکم ایسے وقت میں ہوا . # کہ چار طرف سے مخالفت کی آگ بھڑک رہی تھی۔ اور آپ a کو قتل کی دھمکیاں دی جارہی تھیں۔ اس کے متعلق حق تعالیٰ نے یوں تسلی فرمائی: وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔: ا آپ a کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اس میں حضور a کو کفار َسے بھی نہ ڈرنے کا حکم ہے کہ کسی کی,پ واہ نہ کیجئے۔ کوئی آپ کا* ل بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ چنانچہ آپ a نے* وجود کفار کی سخت مخالفت اور شورش کے صاف صاف تبلیغ فرمائی . # آپ نے دشمنوں کی بھی,پ واہ نہ کی تو مسلمانوں کو جھوٹی تسلی کرنے کی آپ a کو کیا ضرورت تھی۔ یہاں صاف صاف کہنے سے آپ w کو کیا چیز مانع تھی پھر چوè وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ فرمانے سے

(۱) ڈاکو ہے (۲) ''اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو ارشادات : ا کی طرف سے تم,* زل ہوئے ہیں . لوگوں کو پہنچادو اور اَ ایسا نہ کیا تو تم : اکے پیغام پہنچانے میں قاصر رہے'' (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا) المائ ۃ:۶۷۔

آپ کو غا$ حرص علی ایمان الکفار سے یہ طمع ہوسکتی تھی (۱)۔ کہ بس اب تو . کافر مسلمان ہوجا N گے کیوè . # کوئی میرا کچھ نہیں کرسکتا تو میں ہر کافر کو قرآن سناؤں گا اور وہ بھی آپ کی ز. ن سے بھلا کون کافر رہے گا۔1 ایسا ہو* مقدر نہیں تھا(۲)۔اس لئے آگے تسلی کے لئے فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰہَ لَایَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ (۳) کہ . کے اسلام کی طمع نہ کیجئے۔ بعضوں کو حق تعالیٰ ہدا$ نہ کریں گے۔ اس اخیر جملہ کا یہ ربط ہے ماقبل سے جو شا+ بہت لوگوں کے ذہن میں نہ آ* ہو۔ پس سالک وساوس سے نہ گھبرائے کیوè یہ شیطان تو اس وقت -- تمہارے ساتھ رہے گا. # -- تم د ز. ر کے + ر نہ پہنچو۔

وساوس کی مثال

اس کی ایسی مثال ہے جیسے ا- شخص*. دشاہ کے دز*. ر میں جا* چاہتا ہو اور راستہ میں کوئی*. غی دشمن*. دشاہ اس کے ساتھ ہولے اور تمام راستہ*. دشہ کو بُرا بھلا کہتا چلے* کہ یہ شخص اس میں مشغول ہوکر دز*. ر سے رہ جاوے تو گو اس کو اس کی*. توں پر غصہ آئے گا 1 یہ تو مجرم نہ ہوگا۔ بلکہ مجرم وہی* لائق ہے پھر دز*. ر -- تو وہ ساتھ ہی رہے گا اور دروازہ پر قدم ر p ہی یہ شخص تو + ر لے لیا جائے گا اور وہ*. غی مارکر*. ہر نکال د*. جائے گا۔ اسی طرح . # -- تم دز*. ر میں داخل نہیں ہوئے اس وقت -- شیطان تمہارے ساتھ ہے اور وہ کمبخت تمہارے قلب میں دین کے خلاف وساوس ڈالتا رہتا ہے۔ جس پر تم کو غصہ آ* ہے 1 تم مجرم نہیں ہو کیوè یہ*. تیں تم نہیں کہہ رہے ہو بلکہ*. غی کہہ رہا ہے تم تو محض سامع ہو مستمع بھی نہیں ہو (اَ اس پر التفات نہ کرو) پھر دز*. ر -- تو یہ* لائق ساتھ رہے گا۔ اس کے

(۱) کفار کے ایمان لانے کے آپ بہت ز*. دہ خواہش مند تھے اس لئے آپ کی یہ خواہش ہوسکتی تھی (۲) یعنی آپ کا کلام میری ز. ن سے سنکر پھر کون کفر پر قائم رہیگا لیکن . کا مسلمان ہو* مقدر نہ تھا (۲) ''بیشک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدا$ نہ کریں گے'' الما+ ۃ:۶۷۔

بعدتم #+ رلے لیئے جاؤ گے۔ اور وہ مردود مار کر نکال *ۃ یے جائے گا۔ اب تم کو اس درجہ کے وساوس بھی نہ آ N گے۔

حاجی صا # کی تعلیم

لیکن جو شخص ابھی -- واصل نہیں ہوا اور وساوس میں گھرا ہوا ہے اور اس لئے وہ مسمی (۱) کی طرف توجہ* م نہیں کرسکتا۔ تو اس کے لئے توجہ الی اللہ کا طر i یہ ہے کہ وہ اسم ہی کی طرف توجہ رکھے اور چوè اسم شئی محسوس ہے اس کی طرف توجہ سہو -- سے قائم ہو جائے گی۔ یہ حاجی صا # m کی تعلیم ہے اور اس صورت میں توجہ الی الاسم سے وہی ثواب ملے گا جو توجہ الی المسمیٰ سے ملتا ہے اگر نص میں لفظ اسم نہ ہو* تو ہمارے* پ س اس کی کوئی دلیل نہ ہوتی۔1 اب تو دلیل موجود ہے۔ کیوè . # نص سے معلوم ہوا کہ ذکر اسم بھی مامور بہ (۲) اور مطلوب ہے تو ہم نقصان ثواب کے گمان میں کیوں رہیں۔ یہ تو نکتہ تھا لفظ اسم لانے میں۔

ا۔۰ائے طریق

اب میں پھر اس طرف عود کرتا ہوں کہ تبتل الیہ میں وصل و فصل دونوں مذکور ہیں اور یہی خلاصہ ہے طریق کا 1 اس جگہ طریق کا مبداء و منتہی بتلا یا H ہے کہ فصل مبداء طریق ہے اور وصل منتہی ہے (۳) اور ان دونوں کے @ میں کچھ وسائط بھی ہیں کیوè فصل کے درجات ہیں *۔قص اور متوسط اور اعلیٰ پھر جیسا جیسا فصل ہو* جائے گا۔ ویسا ویسا وصل حاصل ہو جائے گا . # -- فصل *۔قص ہے وصل بھی *۔قص ہے اور . # فصل متوسط ہوگا۔ وصل بھی متوسط ہو* جائے گا جس دن فصل کامل ہو جائے گا فوراً وصل بھی کامل ہو جائے گا تو اصل مقصود وصل کامل ہے۔

(۱) ذات کی طرف کامل توجہ نہیں کرسکتا (۲) اللہ تعا م e کا بھی حکم ہے (۳) آغاز طریق اور وصل منتہائے طریق ہے۔

جس کے طریق کے یہاں دو . ٔ بتلائے گئے ہیں۔ ا یـ ذکر اسم رب ا یـ فصل عن الغیر (۱) 1 آج کل لوگوں نے محض پہلے . ٔ ویعنی ذکر ,پ اکتفا کرلیا ہے۔ دوسرے . ٔ ویعنی قطع عن الغیر کو ٔ ک ہی کر ڈ یـ ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اکثر سالکین بلکہ اکثر مشائخ بھی قطع تعلقات غیر کا اہتمام نہیں کرتے۔ صرف چند اوراد کے* پ بند رہتے ہیں۔ اور غضب یہ کہ دروقت ورد میں بھی قطع تعلق عن الغیر (۲) کا اہتمام نہیں کیا جا ٔ ۔ بلکہ اس وقت بھی اَ کوئی ,ٰ ا آدمی ملنے آجائے تو یہ حضرت تسبیح ہاتھ میں لے کر اس کے* پ س* . تیں بنانے کو بیٹھ جاتے ہیں۔ اور اَ کوئی ایسا بھی نہ کرے $ بھی ذکر کے وقت اس کا اہتمام نہیں ہو ٔ کہ قصداً خیالات نہ لائے جا N ۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ رات دن تعلقات ,ٔ ھائے چلے جاتے ہیں کوئی مدرسہ کے ساتھ تعلقات ,ٔ ھا رہا ہے اور سمجھتے ہیں کہ اس میں ثواب ہوگا۔ حالا è اس کا مدار خلوص ,پ ہے۔

معیارِ خلوص

اور خلوص کا ا یـ معیار ہے جو شیخ علی خواص کے مقولات میں مذکور ہے وہ فرماتے ہیں کہ خلوص کی علامت یہ ہے کہ جس بستی میں دین کا ا یـ کام تم کر رہے ہو اَ کوئی دوسرا اُسی کام کا کرنے والا وہاں آجائے تو تم کو ٔ گوارنہ ہو۔ بلکہ خوشی ہو کہ الحمدللہ میرا ا یـ معین ومددگار آ H یـ بلکہ اَ وہ کافی ہو تو تم اور کسی ضروری کام میں لگ جاؤ۔ اب دلوں کو ٹٹول کر دیکھ لو کہ کیا تمہاری یہی حا ت ہے۔ ہرَ نہیں۔ اب تو اَ تمہارے مدرسہ کے ہوتے ہوئے بستی میں دوسرا مدرسہ ہوجائے تو دل ,پ نشتر سا لگتا ہے اور محض دل ہی ت۔ یہ ا ٔ نہیں رہتا۔ بلکہ ژ ن سے بھی ظاہر ہونے لگتا

(۱) عین ذکر میں مشغولی کے وقت بھی غیر اللہ سے تعلق منقطع نہیں ہو ٔ (۲) عین ذکر کرتے وقت بھی غیر سے لاتعلق نہیں ہوتے۔

ہے۔ دوسرے مدرسہ کو مدرسہ ضرار اور دوسری مسجد کو مسجد ضرار کہنے لگتے ہیں۔ یہ لفظ آج کل مولویوں کی ز* ن ,پ بہت جلدی آجا* ہے۔ بس جہاں ا ۔ قدیم مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری مسجد بنائی گئی اور انہوں نے اس کو مسجد ضرار کا لقب ۃ*ے۔ حالا è مسجد ضرار کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مسجد ہی نہ تھی۔ اس میں بناء مسجد کی M ہی نہ تھی۔ کیو è اس کے* نی منافق تھے۔ جن کی M ہی مسجد بنانے کی نہ تھی بلکہ محض ا ۔ درالمشورہ بنا* چاہتے تھے۔ جس کو بشکل مسجد اس لئے بنا* کہ مسلمانوں کو کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو۔ اور یہاں جو مسلمان بھی مسجد بنا* ہے اس کی M یقیناً بناء مسجد کی ہوتی ہے وہ کسی اور عمارت کی M نہیں کر* ۔ یہ اور* ت ہے کہ بناء مسجد میں اس کی M تفا* وز* ء کی بھی ہو۔ 1 اس سے اس کی مسجد $* طل نہ ہوگی۔ بلکہ اس کی ایسی مثال ہوگی جیسے کوئی مسلمان ú ز ,پڑھنے میں ز*ء کا قصد کرے۔ تو اس قصد سے ú ز* طل نہ ہوگی۔ گو ثواب نہ ملے 1 اس ,پ احکام صلوٰۃ ہی کے جاری ہوں گے، پس مسجد ضرار وہ ہے جس میں بناء مسجد ک* لکل M نہ ہو بلکہ محض ضرار مسلمین کی M ہو* ا اور کسی غرض کی۔ اور یہ M ایسی متیقن ہو کہ : اتعالیٰ اُس کی نسبت فرماویں کہ یہ M ضرار بنائی گئی ہے اور اب تو تم بھی قسم کھا کر نہیں کہہ h اور اگر کوئی ہیکڑی کر کے قسم کھا بھی لے تو یہ قسم خلاف شرع ہوگی جو غیر معتبر ہے (کیو è M کا علم سوائے : ا کے کسی کو قطعی طور ,پ نہیں ہوسکتا) اور تم جو کسی مسجد کو مسجد ضرار کہتے ہو تو بتلاؤ کیا قدرت کے وقت اس ,پ تم مسجد ضرار کے احکام جاری کر h ہو۔ ہرا* نہیں مسجد ضرار کے احکام یہ ہیں کہ حضور a نے اس کو منہدم کرا کے وہاں آگ لگوادی تھی اور* ,پ خانہ ڈلوا* تھا تو کیا تم بھی ان مسا* کے ساتھ یہ معاملہ کر h ہو؟

اس ,پ شا* کوئی یہ کہے کہ یہ احکام تو مسجد ضرار کے ہیں اور یہ مسا* اس کے حکم میں نہیں۔ لہذا دونوں کے ساتھ ,ا درجہ کا معاملہ نہیں ہوسکتا۔ میں کہتا ہوں کہ پھر آپ لوگوں کو ان مسا* * مدارس میں جانے سے کیوں روکتے ہیں۔ یہ حکم

بھی تو مسجد ضرار ہی کا ہے بلکہ آپ کو چاہئے کہ ان مسا . ,پ وہ احکام جاری کریں
جو مسجد ضرار کے احکام کے مشابہ ہیں جس کی صورت یہ ہے کہ لوگوں کو جانے سے نہ
روکو بلکہ یوں کہو کہ M فاسدہ کے L وہ مو. # ثواب نہیں نیز یہ بتلاؤ اگر
دوسرے مدرسہ والے* یہ مسجد والے تمہارے مدرسہ* یہ مسجد کو مدرسۂ ضرار* یہ مسجد ضرار
کہنے لگیں تو تمہارے* پ س کیا جواب ہے۔ شا* تم یہ کہو کہ ہمارا مدرسہ* یہ مسجد قدیم
ہے۔ اس لئے وہ ضرار (۱) میں داخل نہیں ہوسکتا۔ سو خوب* یہ درکھو کہ قدیم ہو* ضرار
کے منافی نہیں کیوè مدار تو M ,پ ہے اگر تمہاری M دوسرے مدرسہ* یہ مسجد کو ضرر
پہنچانے کی ہو تو تم بھی ضرار کے مرتکب ہوگے۔ بہرحال آج کل مدارس کے
تعلقات کو علی الاطلاق ثواب سمجھ کر. ڈھا* یہ جا* ہے۔ حالاè مدار ثواب کا خلوص M
,پ ہے۔ جس کی علامت میں نے ابھی بتلائی، 1 اب یہ M اور یہ حا - کہاں ہے۔ علی
خواص کا ارشاد سن چکے ہو کہ مخلص کی علامت یہ ہے کہ . # کوئی دوسرا ا- کام کرنے
والا آجائے تو یہ شخص اس کام کو چھوڑ دے اور کوئی دوسرا کام کرے۔ بشرطیکہ وہ تم سے
اچھا* یہ تمہارے. ا. اس کام کو کر* ہو البتہ اگر تم اس کام کو اچھا کرتے ہو تو اس صورت
میں چھوڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ تم بھی کرتے رہو وہ بھی کر* رہے۔ . # -- یہ
مزاحمت اور ,٠٠اع کی صورت نہ ہو اور اگر ,٠٠اع و مزاحمت کی صورت ہو تو پھر صوفیہ کا قول
یہ ہے کہ تم کسی سے مناز (نہ کرو۔ بلکہ اپنا کام چھوڑ کر منازع کے سپرد کردو۔ اگر چہ
وہ مدعی ہی کیوں نہ ہو۔ بشرطیکہ دین کو کوئی مضرت نہ پہنچے۔

مناز (کا علاج

حاجی صا # m ایسے ہی موقع کے متعلق فرماتے تھے کہ جو شخص کسی

(۱) منافقین نے جو مسلمانوں کے مقابلے میں مسجد ضرار بنائی تھی۔ کہ اس سے مقصد مسلمانوں کو تکلیف پہنچا*
تھا۔ اب غور کرلو کہیں تمہارے عمل سے بھی دوسروں کو تکلیف تو نہیں ہورہی۔

*۔ت میں تم سے مناز (۔ کرے تو ۔ رطب *۔ بس اس کے آگے رکھ کر خود الگ ہوجاؤ اور کہہ دو کہ ہم کو فیصلہ *۔ ـ جیح کی فرصت نہیں تم خود جس کو چاہو ـ جیح دے لو۔ جیسے ا۔ حجام سے کسی نے کہا تھا کہ میں نے ا۔ جوان عورت سے شادی کی ہے اس کو سفید *۔ ل بُرے لگتے ہیں تو میری ڈاڑھی میں سے سفید *۔ ل نوچ دے تو اُس نے اُسترہ لے کر ساری ڈاڑھی مو ـ کر سارے *۔ ل اس کے سامنے رکھ دیئے کہ آپ خود سیاہ وسفید کو الگ کر لیجئے۔ مجھے اس کی فرصت نہیں۔ دوسرے کام بھی ہیں۔ مولاؒ رومی m نے اس کی اور مثال دی ہے وہ تو۔ ـ ے آزاد ہیں ان کو تمثیل میں کسی مثال سے بھی *۔ ک نہیں چنانچہ انہوں نے اول ا۔ حکا$ لکھی ہے کہ ا۔ شخص *۔ نسری بجا رہا تھا کہ اس درمیان میں اس کی ریح صادر ہوئی۔ تو اس نے *۔ نسری کا منہ وہاں لگا *۔ لے بی! پھر تو ہی بجالے، اس ۔ مولاؒ نے اس مضمون کو متفرع کیا ہے کہ اہل کے سامنے اگر کوئی *۔ اہل دعویٰ کرنے لگے تو اس کو چاہئے کہ اس سے مناز (۔ نہ کرے بلکہ اپنا کام چھوڑ کر اس کے سپرد کردے کہ اچھا بھائی پھر تم ہی یہ کام کرو۔ میں کوئی دوسرا کام کرلوں گا، اور اس کا ہرگز خیال نہ کرو کہ ایسا کرنے سے دین کا کام بند ہوجائے گا۔ ہرگز نہیں کیوè یہ دین تو وہ ہے جس کی یہ شان ہے ۔

۔ اغے را کہ ا۔زد ۔ فروزد ہر آن کو تف ز۔ ریشش بسوزد(۱)

اور یہ شان ہے ۔

اگر گیتی سراسر *۔د گیرد ۔ اغ مقبلاں ہرگز نمیرد(۲)

حق تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

(۱) ''جس ۔ اغ کو: ا۔ تعالیٰ نے جلا ۔ ہو جو اس کو پھو ê اس کی ڈاڑھی جل جاوے گی'' (۲) ''اگر د* سر بسر ہوا بن جائے مقبولان الٰہی کا ۔ اغ ہرگز نہیں بجھتا''۔

الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴿۹﴾ (۱)

تو یہ مت سمجھ کہ*· اہل پ کام چھوڑ دینے سے دین کا کام رک جائے گا۔ ارے اگر زمیندار کی زمین تم سے کوئی دوسرے کا شتکار پ لگے تو تم زمیندار کو اطلاع کر کے زمین اس کے حوالہ کر دو اگر زمیندار اس سے راضی ہوا تو اسی سے کام لے لے گا (اس صورت میں تو دین کا کام رکنے کا نہیں) اور اگر وہ*· لائق ہوا تو پھر زمیندار جوتے مار کر اُسے خود ہی نکال دے گا، اور تمہارے گھر پ بھجوا دے گا۔ اس لئے تم بے فکر بیٹھے رہو۔

غیر مخلص مولوی

1 اب تو یہ حا ہے کہ ہمارے راخلاص کا*· م ہی نہیں۔ کاz ر میں کوئی ای درجن مدرسے ہوں گے۔1 رات دن ·· اع اور مزاحمت کے قصے ہوتے رہتے ہیں۔ عوام کی تو میں تعریف کروں گا کہ*. وجود اس کے وہ . مدرسوں کی : مت کرتے ہیں اور . کا کام چل رہا ہے1 قصور ہمارے غیر مخلص مولویوں کا ہے کہ جہاں ای مولوی کسی مدرسہ کی 5 زت سے*· خوش ہوا وہ اپنا الگ مدرسہ لے کر بیٹھH۔ اور عوام اس کی امداد کو بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ پھر وہاں عجیب وغر$ قصے ہوتے ہیں کہ ای سال دو مدرسوں کا سالانہ جلسہ تھا۔ جس میں طلبہ کی دستار بندی تھی۔ اُن میں ای طا . علم ایسا بھی تھا جس نے دونوں مدرسوں میں تعلیم* پ ئی تھی اور* دہ تعلیم ای مدرسہ میں ہوئی تھی۔1 اخیر سال میں دوسرے مدرسہ میں داخل ہH تھا۔ اس کی دستار بندی بھی اسی دوسرے مدرسہ میں قرار* پ ئی۔ پہلے مدرسہ والوں کو خیال ہوا کہ اس کی ساری تعلیم تو ہمارے یہاں ہوئی۔ اور اب*· م

(۱) ''بے شک ہم نے ہی قرآن حکیم کو*· زل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں'' الحجر: ۹۔

دوسرے مدرسہ کا ہوگا کہ وہاں فارغ ہوا۔ تو انہوں نے اس طا . علم کو بلاکر سمجھا*یـ
اور غالبًا کچھ رشوت دینے کو بھی کہا کہ بھائی تمہارے ذمہ ہمارے مدرسہ کا ڈ*یـ دہ حق
ہے تم کو چاہئے کہ یہیں اپنی دستار بندی کراؤ وہ اس پ راضی ہH-یـ۔ تو مدرسہ والوں
کو اطلاع ہوئی۔ اُن کو خیال ہوا کہ ہمارے ہاتھ سے شکار نکلا جا*- ہے۔ کسی+ بیر
سے دستار بندی کی*- ریخ سے ا یـ روز قبل اس کو یہاں لائے اور اُس تنازع فعلین
مختلفین (۱) کے محل کوا یـ کوٹھری میں بٹھلاکر کچھ مٹھائی سامنے رکھ کرا یـ جما (
کے ساتھ اس کو کھانے میں مشغول کیا۔ اورا یـ ا یـ کرکے . اٹھ گئے . # اکیلا
رہH-یـ . ہر سے کنڈی لگادی اور کہہ ڈ*یـ کہ تم گبھرا* نہیں یہاں تم کو کسی قسم کی تکلیف نہ
ہوگی۔ تمہارے لئے کھانے Wیـ کا سامان بہت ہے۔ 1 دستار بندی کے وقت --
تم اس کوٹھڑی سے* . ہر نہیں جا h۔ غرض صبح -- اسے بند رکھاH-یـ اور عین دستار
بندی کے وقت*+ب -- دا ے د --+ب -- دا ے کرکے اسے جلسہ میں لائے
اور . سے پہلے اس کی دستار بندی کرکے چھوڑ ڈ*یـ۔ کہ جہاں چاہو چلے جاؤ۔ بھلا
بتائیے کہ کیا یہ لوگ دین کے خادم ہیں، کیا ان سے دین کی : مت ہوسکتی ہے۔ اور
کیا ان سے کوئی کام ڈھنگ کا ہوسکتا ہے۔ ہرا نہیں پھر کیا اس صورت میں مدارس
کے تعلقات میں ثواب ہوسکتا ہے۔

پیری مر+یـ ی کی --

اسی طرح پیری مر+یـ ی کی آج کل -- بن رہی ہے۔ حالا e اس کا مدار
تو سراسر خلوص ہی پ ہے اور کاموں میں تو+ب وں خلوص بھی کام تو ہو جا*- ہے گو ثواب
نہ ہو 1 یہاں تو اس کے بغیر کام بھی نہیں ہو*-۔ لیکن آج کل اس میں خلوص نہیں
رہا۔ نہ مر+یـ وں کی M در -- ہے نہ مشائخ کی۔ بعضے مشائخ ہر شخص کو مر+یـ کر e

(۱) اس شخص کو جو دونوں مدرسوں میں جھگڑے کا* (تھا۔

ہیں، نہ طلب کی تحقیق کرتے ہیں نہ M کی۔ بس یہ سمجھتے ہی کہ اچھا ہے کہ ا ی
خادم تو۔ ڈھا پھر اس کے افعال پ اس لئے روک ٹوک نہیں کرتے کہ کہیں + دل ہو کر
ہم سے الگ نہ ہو جائے پھر آمدنی کم ہو جائے گی۔ چنانچہ ا ی ایسے پیر کے ا ی
مر+ نے اُن سے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے یہ دیکھا کہ حضور کی ا ی ں تو شہد
میں بھر رہی ہیں اور میری ا ی ں * پ خانہ میں۔ اتنا کہہ کر وہ ذرا خاموش ہH تو شاہ
صا # فرماتے ہیں کہ کیوں نہ ہو بحمد اللہ ہم دین کے کام میں رہتے ہیں۔: اتعالیٰ
کو* دکرتے رہتے ہیں۔ اور تم سگِ (۱) د* ہو۔ رات دن د* کے قصوں میں پھنسے
ہوئے ہو۔ مر+ نے کہا حضور یہ سچ ہے 1 ابھی خواب پورا نہیں ہوا۔ میں نے
یہ بھی دیکھا کہ آپ تو میری ا ی ں چاٹ رہے ہیں اور میں آپ کی ا ی ں چاٹ
رہا ہوں۔ بس یہ سن کر شیخ جھلا اٹھے کہ* لائق مردود کیا بکتا ہے اُس نے کہا حضور
میں نے تو خواب عرض کیا ہے۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا جو دیکھا تھا وہ بیان
کر* ۔ اَ یہ خواب تھا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ مر+ تو شیخ سے دین کے لئے تعلق
رr تھا۔ اور وہ حضرت اس سے د* کے لئے تعلق ر p تھے۔

غرض ایسے لوگ اسی واسطے مجمع ڈھاتے ہیں* کہ بہت خادم ہو جا N۔ ارے
کیا ان کو لام (۲) پ بھیجنے کو بھرتی کر رہے ہو۔ آ یہ فوج کس لئے ڈھائی جاتی ہے۔
اور اس کے لئے + بیریں کیوں کی جاتی ہیں حق تعالیٰ تو حضور a کو فرماتے ہیں۔

ø ╪&ô@ú]ç"ç%ø *}(ð ^&ö] å†@%$ #"ø!]

''تو کیا آپ a لوگوں پ زبردستی کر h ہیں جس سے وہ ایمان ہی لے آ N''

حضور a شفقت کی وجہ سے یہ چاہتے تھے کہ سارے کافر مسلمان
ہو جا N اور بظاہر یہ خواہش ہر طرح محمود ہی تھی (۳)۔ کیوè اس میں مخلوق کو جہنم
سے ت حاصل ہوتی تھی۔ 1 حق تعالیٰ نے اس میں بھی کاوش کرنے سے جا بجا

(۱) د* کے کتے ہو (۲) میدان میں بھیجنے کے لئے اکٹھا کر رہے ہو (۳) پسند+ ہ۔

ا فرمایا ہے۔ کہ کیا آپ لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانا چاہتے ہیں تو . # اصلی دین میں بھی ایسی کاوش سے روک دیا تو پھر مشائخ کا یہ جما (. بڑھانا کیسا؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس وقت اہل حق بھی اپنا مجمع بڑھانے کی کوشش کررہے ہیں اور سلسلہ بڑھانے کی تدبیریں نکالتے رہتے ہیں یاد رکھو یہ فضول ہے۔

احمد تو عاشقی بمشیخت , اچہ کار دیوانہ باش سلسلہ شد شد نشد نشد (۱)

اورفضول تو اسی درجہ میں ہے . # کہ اس سے ضروریات اور معمولات میں خلل نہ ہواور اگر اس کی بھی نوبت آنے لگے تو پھر سدراہ (۲) ہے لوگ کہتے ہیں کہ ہماری N تو مخلوق کی ہدایت $ ہے سو یاد رکھو کہ اصل مقصود اپنا وصول الی اللہ (۳) ہے دوسروں کا ایصال بالذات (۴) مطلوب نہیں بلکہ یہ ایصال بھی اس لئے مطلوب ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہم کو وصل تام ہو جائے۔ حق تعالیٰ راضی ہو جا N ورنہ ایصال خلق خود بالذات مطلوب نہیں خصوصا جبکہ مخل وصول ہونے لگے۔ پس اصلی کوشش اپنے وصول کے لئے کرنا چاہئیے۔ البتہ اگر + وں کاوش اور + وں گھیر گھار کے کوئی طالب آجائے اوراس کی طلب محقق ہوجائے تو اس کی : مت کر دینے کا بھی مضا B نہیں۔ بلکہ طا (. ہے . قی یہ کیا واہیات ہے کہ ساری کوشش سلسلہ بڑھانے ہی کے لئے کی جاتی ہے اور اپنے وصول کی فکر نہیں کی جاتی۔ اگر تم اپنے کام میں لگے رہو اور ا۔ شخص بھی تم سے بیعت نہ ہو تو وصول میں ذرا بھی کمی نہ ہوگی۔ کیوè وصل کوئی اسی میں منحصر نہیں ہے اُس کے اور بہت طریق ہیں۔

طرق وصول

اس زمانہ کے امام العارفین حضرت حاجی صا # m کی حکا $ ہے

(۱) ''احمد تو عاشق ہے، مشیخت سے تجھ کو کیا کام ہے۔ دیوانہ ہو جا سلسلہ ہوا ہوا نہ ہوا نہ ہوا'' (۲) راستے کی رکاوٹ (۳) اپنے کو اللہ تک پہنچانا ہے (۴) دوسرے کو پہنچانا۔

گو اس موقع میں کہ عام مجمع ہے کہنے کے قابل نہیں 1 اللہ پ توکل کر کے کہتا ہوں اے اللہ! سامعین کو غلطی سے محفوظ ر !ُ ٗ!

حضرت کے* پ س ا۔ دفعہ ا۔ بیمار ۴ ے اور رو کر عرض کرنے لگا کہ حضرت اس کا افسوس ہے کہ مجھے کئی روز سے حرم کی نماز بھی نصیب نہیں ہوتی حضرت نے تسلی فرمائی اور بعد میں فرمایا کہ یہ شخص عارف نہیں ہے اگر عارف ہوتو اس حالت میں بھی خوش رہتا کیونکہ وصول وقرب حق حرم کی نماز ہی میں منحصر نہیں بلکہ طریق وصول بے شمار ہیں ان میں سے بعلتِ مرض یہ بھی وصول کا ا۔ طریق ہے کہ حرم کی نماز سے محروم ہونے پ صبر کرے اور اسی حال میں راضی رہے تو اس شخص کو اس حالت میں نماز حرم سے کم قرب نہ ہوگا۔ جیسا احادیث $ میں تصریح ہے کہ عذر کی حالت میں جو معمولات میں کمی ہوجاتی ہے $ بھی پورا ا. ملتا ہے۔ سو ایسی حالت میں تم کو کیا حق ہے کہ اپنے لئے ا۔ طریق کو متعین کرو کہ ہمیں تو حرم کی نماز ہی سے وصول کرایا جاوے ارے میاں تھانہ بھون سے چھوٹی لائن اور بڑی لائن دونوں طرف سے دہلی کا راستہ ہے وہ جس طرف سے چاہیں پہنچادیں۔ تم کو ا۔ کی تعین کا کیا حق ہے۔ اگر قرب ووصول چاہتے ہو تو جو مصیبت پڑے اس پ راضی رہو چاہے قبض ہو* یا بسط چاہے وساوس ہوں* یا بیماری . پ صبر کرو کیونکہ جس کو جو حالت غیب سے دی گئی ہے اس کے لئے طریقۂ قرب یہی ہے ایسی ہی حالت کی نسبت کہتے ہیں ۔

* غباں اگر @ روزے صحبت گل* بایدش ۔ جفائے خار ہجراں صبر بلبل* بایدش (۱)

اے دل* ر بند زلفش از پریشانی منال ۔ مرغ زیرک چوں* ام افتد تحمل* بایدش (۲)

اس میں قبض وغیرہ پ راضی رہنے کی ہدایت $ ہے اور فرماتے ہیں ۔

(۱) * غباں اگر کچھ دن پھولوں کی خوشبو سے متنفع ہو* چاہتا ہے تو . ائی کے کا ں کی اذیت $ پ مثل بلبل کے صبر بھی تو کرنا چاہئے'' (۲) ''اے دل اس کی زلف محبت میں پھنس کر پریشانی سے مت گھبرا ہوشیار پ+ ہ . # جال میں پھنسے تو اس کو صبر وتحمل کرنا چاہئے''۔

تکیہ بر تقویٰ ودانش درطر g کافری ۔۔   راہرواً صد ہنر دارد توکل *بِ ش (۱)

اس میں خودرائی اور تجویز کے قطع کرنے کی تعلیم ہے اگر کسی عذر میں حق تعالیٰ مسجد کی ںَا ز سے محروم کردیں تو تم ںَا ز مسجد کو تجویز نہ کرو چاہے عمر بھر گھر ہی میں ںَا ز پڑھنا پڑے۔

اظہار عجز

صا # میں تو اپنے مذاق کی* ت کہتا ہوں کہ بیماری میں ایسی تکلیف ، دا ۔۔ کہ چار آدمی اس کو لے کر مسجد میں بٹھلا N ۔ میں تو پسند نہیں کر ہوں۔ ہاں اگر دوسروں کو لکل مشقت نہ ہو(تنخواہ دیتا ہو) اور اس کو بھی ز دہ مشقت نہ ہو نہ عجب وشہرت کا # یشہ ہو تو مضا B نہیں اور یہی محمل ہے حضرات صحابہ کے فعل کا جو احاد $ میں # ہے۔

لَقَدْ رَاَیْتُ الرَّجُلُ یُهَادِیُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ حَتّٰی یُقَامَ فِی الصَّفِّ (۲)

خشک 5 کیا جانے، بس وہ تو اس حد $ کو دیکھ کر ہر حال میں اسی کو افضل کہے گا چاہے دوسروں کو تکلیف ہی ہو، چاہے شہرت وعجب ہی پیدا ہو۔

بیماری میں . رگوں کے احوال

کا# ھلہ میں دو بھائی تھے ا ۔ درویش اور دوسرے عالم۔ ا ۔ دفعہ عالم صا # بیمار ہوئے تو وہ تکلیف میں اللہ اللہ کررہے تھے۔ درویش بھائی اُن کی عیادت کو گئے تو کہا بھائی صا # ! آہ آہ کرو $ اچھے ہوگے کہ عجز وضعف ظاہر ہو۔ حالا è ظاہر میں اللہ اللہ کر افضل تھا 1 اس میں قوت کا اظہار تھا کہ ہم بیمار

(۱) ''راہ سلوک میں تقویٰ وعقل پر بھروسہ کر ہی کفر ہے۔ راہ رو چاہے سو طر i جا ! ہو 1 اس کو توکل ہی کر چاہیے'' (۲) ''میں نے ا ۔ شخص کو دیکھا کہ وہ دو شخصوں کے درمیان یہاں ۔۔ کہ صف میں کھڑا ہولیا (سنن الترمذی: ۲۰۳۵، مشکوۃ المصابیح: ۳۰۲۴، کنز العمال ۱۶۸۲۵)۔

ہوکر بھی ذکر کے* ِ بند ہیں۔ اس لئے شیخ نے کہا کہ آہ آہ کرو کیوè حق تعالیٰ نے بیماری اسی لئے دی ہے* کہ تمہارا عجز وضعف ظاہر ہو اُس کے ظاہر ہونے کے بعد وہ جلدی اس کو دور کردیں گے۔ اور یہ بھی کلیہ نہیں ہر حا ت کا ۔ اقتضاء ہے جس کے لئے ضرورت ہے تحقیق کی* کسی محقق کی تقلید کی۔ غرض ہمیں تو یہ مذاق پسند ہے کہ جس وقت جس حا ت کا جو مقتضیٰ ہو اس کو بے تکلف ظاہر کیا جاوے۔

چنانچہ ا ی ۔ ..رگ کو لوگوں نے دیکھا کہ بیٹھے رو رہے ہیں پوچھا کیوں رو رہے ہو فر*ا ی بھوک لگ رہی ہے۔ کہاH ی پھر کیا بچے ہو کہ بھوک میں روتے ہو۔ فر*ا ی تم کیا جانو۔ ا/ انہوں نے اسی لئے بھوک لگائی ہے* کہ میرا ر* دیکھیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ ا ی ۔ * ر بیمار ہوئے کسی نے پوچھا کہ کیسی طبیعت ہے۔ فر*ا ی تکلیف ہے کہا کیا آپ شکا$ کرتے ہیں۔ فر*ا ی تو کیا : ا تعالیٰ کے سامنے قوت ظاہر کروں کہ وہ تو مجھ کو ضعف دیں اور میں پہلوان بنوں او* وجود تکلیف کے یوں کہوں کہ بہت اچھا ہوں 1 یہ وہی کرسکتا ہے جس نے جاہ کو مٹا* ی ہو کیوè ان * توں سے شہرت نہیں ہوسکتی۔ شہرت تو اسی میں ہے کہ تکلیف کو تکلیف نہ کہے اور مصیبت کو را # کہے اور جو شخص بھوک میں رونے لگے بیماری میں آہ آہ کرنے لگے اس کو تو ہی* قص کہیں گے۔

یہ مضامین ". ِ بیٹھ کر کہنے کہ نہ تھے۔ بلکہ سات حجروں میں مقفل ہوکر کہنے کے تھے کیوè ان کے لئے فہم ومعرفت کی ضرورت ہے 1 چوè اس وقت مبادی کے ساتھ ان کا بیان ہوا ہے۔ اس لئے امید ہے کہ ان شاء اللہ غلطی نہ ہوگی اور جو کسی نے غلطی کی بھی تو بہت سے بہت میرے او ِ فتویٰ لگادے گا۔ سو ہم ِ تو فتوے پہلے ہی بہت لگ رہے ہیں ا ی ۔ اور سہی 1 ان شاء اللہ مجھ کو تو یہی امید ہے کہ غلطی نہ کریں گے۔ غرض تم کسی* ت کی فکر میں کیوں پڑتے ہو کہ ہائے بیماری کی

وجہ سے جما (ؤ میں محروم Hاِ ہائے مسجد فوت ہوگئی۔

تو بندگی چوگدا*یں بشرط مزد مکن ۔ کہ خواجہ خود روش بندہ پروری دا+ (۱)

اسی طرح تم سلسلہ بڑھانے کی فکر میں نہ پڑو، لوگوں کو گھیر گھار کر اپنی جما (ؤ میں لانے کی ضرورت نہیں۔ بس جو آئے : مت کر دو اور کوئی نہ آئے تو اس کی فکر نہ کرو۔

ہر کہ خواہد گو بیاؤ ہر کہ خواہد گو برو ۔ دارو گیر حاجب و دربان دریں درگاہ نیست (۲)

*• کا می کا ا۔

رہا یہ کہ زیادہ جما (ؤ ہوگی تو ہم کو : مت خلق کا زیادہ ثواب ملے گا تو یاد رکھو ثواب : مت ہی پر موقوف نہیں وہ اور صورتوں سے بھی مل سکتا ہے۔ دیکھو! یاز کی کوئی تنخواہ معین نہ تھی نہ کسی عہدہ پر مامور تھا۔ 1 تنخواہ داروں سے اچھا پڑ رہا تھا(۳) کیوe محمود اس کا تھا پس تم بھی : اکے ہوجاؤ اور اسی کی رضا کی فکر میں رہو تو تم سلسلہ والوں سے ثواب میں زیادہ پڑ رہو گے۔ یہ مذاق اختیار کرو۔ نص قرآنی سے اسی کی* G ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ جابجا حضور a کو بھی فرماتے ہیں کہ آپ تبلیغ کر کے پھر کسی کی فکر میں نہ پڑیں۔ کہ کون آ* ہے اور کون نہیں آ* ۔ ایک جگہ فرماتے ہیں: ﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾(۴) اور فرماتے ہیں: ﴿لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾(۵) اور اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ (۶)

(۱) ”تو بندگی کو مزدوروں کی طرح مزدوری پر مت کر کہ مولیٰ حقیقی بندہ پروری کے طر i کو اچھی طرح جا ! ہے“ (۲) ”جو* چاہے کہہ دو کہ آوے اور جو جا* چاہے کہہ دو کہ جاوے پیچھا کرنے والا روک ٹوک کرنے والا اس درگاہ میں کوئی نہیں“ (۳) تنخواہ e والوں سے اچھی ر+ گی ا/ ار رہا تھا (۴) ”ا/ یہ لوگ اس مضمون پر ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان د+ 8“۔ الکہف:۶ (۵) ”آپ ان پر مسلط نہیں ہیں“ الغاشیۃ:۲۲ (۶) ”ہم نے آپ کو ایک سچا دین دn بھیجا ہے کہ خوŸ ی سناتے رہئے اور ڈراتے رہئے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی* باز پرس نہ ہوگی“ البقرۃ:۱۱۹۔

اور ا یـ دفعہ کفار نے کوئی خاص معجزہ مانگا تھا کہ ایسا K ن ظاہر ہوتو ہم ما # ۔آپ a کا دل چاہا کہ ان کی درخوا ۔ کے مطابق ہی معجزہ ظاہر ہوجائے تو اچھا ہے۔اس پر حق تعالیٰ نہا$ تشد+ کے ساتھ فرماتے ہیں:﴿وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْسُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ط وَلَوْشَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾(۱) یعنی اگر آپ پر اُن کافروں کا اعراض اور انکار ایسا ہی گراں ہے (اور اس لئے آپ چاہتے ہیں کہ کسی طرح مان ہی جا N) تو اگر آپ سے ہوسکے تو زمین میں سر- لگا کر* یا آسمان میں سیڑھی لگا کر کوئی معجزہ (ان کی خواہش کے موافق لے آیئے ہم تو ایسا نہ کریں گے) آگے فرماتے ہیں:﴿فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾ یہاں *۔ن دانی کی ضروت ہے۔اس جگہ ہمارے محاورہ کے اعتبار سے جاہل کے ساتھ , جمہ کر* غلط ہے بلکہ یہاں , جمہ یہ ہے کہ بس آپ* دان نہ W بچوں کی سی ضد نہ کیجئے دیکھئے اس , جمہ سے کیسی شفقت ٹپکتی ہے جو اس , جمہ سے ہرگز ظاہر نہ ہوتی کہ بس آپ جاہلوں کی سی* تیں نہ کیجئے* ت ا یـ ہی ہے* دان اور جاہل لغۃً مرادف ہیں 1 ہمارے محاورہ میں جاہل تحقیر کے موقع میں* دان شفقت کی جگہ بولا جا* ہے اور یہ مقام شفقت ہی کا ہے اس لئے یہاں جاہل کا , جمہ* دان ہی کر* ضروری ہے۔

آگے آپ کی M کا جواب دیتے ہیں کہ آپ خود ان کی خواہش کے موافق معجزہ کو اس لئے چاہتے ہیں کہ یہ لوگ مان جا N گے تو اس خیال کو دل سے دور کیجئے یہ ماننے والے نہیں ہیں۔

﴿اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ﴾* ت تو وہی ما... ہیں جو (کان لگا کر) سنیں

(۱) ''اور اگر آپ کو ان کا اعراض گراں گذر* ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سر-* یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھو* لو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ کو منظور ہو* تو ان ۔ کو راہ پر جمع کردیتا سو آپ* دانوں میں سے نہ ہوجایئے''الا$ م:۳۵۔

بھی اور یہ کمبخت تو مردوں کی طرح g ہی نہیں اَ یہ توجہ سے قرآن کو سن لیں تو پھر اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے معجزہ کی بھی ان کو ضرورت نہ رہے پھر خیال ہوسکتا تھا کہ. # یہ ایسے ہیں تو پھر ان کم بختوں کو سزا ہی دی جائے تو فرماتے ہیں۔

﴿وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ﴾ اور مردوں کو: اتعالیٰ (ا- دن) اٹھا N گے پھر . اُس کے* پ س لوٹ کر جا N گے (اُسی دن اُن مردوں کو بھی دیکھ لیا جائے گا) آپ سزا کی فکر میں کیوں پڑتے ہیں ہمارا ان کا معاملہ ہے ہم خود دیکھ لیں گے۔ چاہے ہم جلدی سزا دیں* یہ دیر میں آپ کو اس سے کچھ مطلب نہیں۔

اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ حق تعالیٰ نے حضور a کی تمنا کو پسند نہیں کیا۔ بلکہ آپ کے ن وفکر کو پسند نہیں فرمایا کہ آپ اپنی پھول سی جان کو کیوں پ یشانی میں ڈالتے ہیں۔ بس ان کا معاملہ ہمارے سپرد کر کے بے فکر ہوجایئے۔

اس راہ میں* کامی بھی کامیابی ہے

صاحبو! بس تم بھی یہی مذاق رکھو جو آئے اس کی : مت کردو جو نہ آئے اس کی فکر میں نہ پڑ واور جس کی : مت کرو اس کی بھی کامیابی کی فکر نہ کرو (ہاں دعا کرتے رہو* قی اسی کا وظیفہ لے کر نہ بیٹھو) اَ شاَ دکو جلالین اچھی طرح آجائے تو آدھ سیر خوشی ہے اور جو* لکل نہ آئے تو سیر بھر خوشی ہے کیوèتم نے ا- : مت کی تھی جس میں د* میں تم کو* کامی ہوئی تو ان شاء اللہ اس کے حصہ کا بھی سارا ا. آ ت میں ملے گا۔ اسی لئے مولا* فرماتے ہیں ۔

چوè قبض آید تو دروے بسط بیں *زہ* ش و چین میفگن ,. جبیں (۱)

قبض میں بھی گو نہ* کامی ہوتی ہے مولا* اس میں بسط اور انشراہ کی تعلیم دیتے ہیں کہ اس پ بھی خوش رہو آگے* کامی کے متعلق صاف فرماتے ہیں ۔

(۱) ". # تیری طبیعت کند ہو تو اس میں * رشگفتگی دیکھ خوش رہ اور # نی پ * رکبیدگی ظاہر مت کر"۔

چوè قبضے آHیت اے راہرو　　　آں صلاح تست آپس دل مشو(۱)

ای- جگہ فرماتے ہیں ۔

اَ مرادت را مذاق شکر　　　بے مرادے نے مراد دلبر(۲)

کیا خوب فرنا* کہ اَ تمہاری مراد کا مزہ شیریں ہے اس لئے تم اس کے طا . ہوتو یہ تو سمجھو کہ بے مرادی دلبر کی مراد ہے پھر عاشق کو اپنی مراد کا طلب ہو* چاہئے* . محبوب کی مراد کا۔ حد$ میں ہے کہ جس غزوہ میں غنیمت کا مال مل جاوے اور صحیح سالم آجاوے تو دو ثلث ا. یہیں ملH اور جس میں جان کا ہی نقصان ہو اور مال بھی کچھ نہ ملے تو اس کا پورا ا. آ ت میں جمع رہا۔(۳) تو بتلاؤ یہ*. ت خوشی کی ہے* نہیں۔

مولا* یعقوب m صا # کا حال

اس پر ای- حکا$* یاد آئی حضرت مولا* محمد یعقوب صا # m کو ای- دفعہ کسی حا. # میں رقم کی ضرورت تھی۔ حق تعالیٰ سے دعا کی تو روپے مل گئے پھر خواب میں . $Ã آئی۔ اور ای- محل بھی دیکھا حاضرین سے پوچھا یہ کس کا محل ہے انہوں نے مولا* کا* م بتلا* 1 دیکھتے ہیں کہ اس کا ای- کنگرہ ٹو* ہوا ہے۔ مولا* نے پوچھا کہ یہ کنگرہ ٹو* ہوا کیوں ہے، جواب دH کہ انہوں نے د* میں ما- لیا. # خواب سے بیدار ہوئے تو آپ حق تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ حضور اَ . $ کے کنگرے ہم کو یہاں ملنے لگیں گے تو ہم تو اپنا سارا محل یہاں ہی کھا جا N گے آپ کے یہاں کیا کمی ہے یہاں الگ دیجئے وہاں الگ دیجئے۔ مولا* مقام* زل میں تھے اس لئے حق تعالیٰ سے وہ ایسی* تیں کرلیا کرتے تھے۔

(۱) ''اے سالک . # تجھ کو کوئی* طنی پر یشانی ہو وہ تیری درستی کے لئے ہے دل میں مایوس نہ ہو'' (۲) ''اے سالک اَ تیری مراد کا مزہ میٹھا ہے تو کیا بے مرادی (تیری* کامی تیرے دلبر کی مراد ہے) دلبر کی مراد نہیں''
(۳) رواہ مسلم۔

ای- دفعہ غالباً حضرت مولا*٭ نوتوی m نے مولا٭ محمد یعقوب صا # m کا ای-*٭ ز کا فقرہ سن لیا تھا تو گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور فر٭ یا کہ یہ انہی کا مقام ہے کہ ایسی* ۔ت کہہ گئے کوئی دوسرا کہتا تو کان پکڑ کر نکال ٭ دی جا٭ ۔ غرض حدی$ سے اور ۔ رگوں کے کشف سے معلوم ہوا کہ جس عمل کا ثمرہ کچھ یہاں مل جا٭ ہے تو ا۔ کی آ ٭ت میں کمی ہوجاتی ہے۔ اس لئے اگر یہاں٭ کامی ہو تو ٭ یہ خوش ہو٭ چاہئے۔ پورا ا۔ جمع ہے پس اگر کسی کی آپ: مت کریں اور وہ کامیاب نہ ہو تو رنج نہ کرو۔ بلکہ کامیابی سے ٭یدہ خوش رہو۔

فراق صوری

عارفین کو تو اگر رضا نصیب رہے تو فراق (۱) پر بھی راضی ہیں اور وہ فراقِ حقیقی نہیں ہو٭ ۔ فراق اصطلاحی ہو٭ ہے اور رضا کے ساتھ اگر ان کو جہنم میں بھی بھیج ٭ دی جائے تو اس پر بھی راضی ہیں اور یوں کہتے ہیں ؎

أُرِيدُ وِصَالَهُ وَيُرِيدُ هِجرِي فَاَترُكُ مَا اُرِيدُ لِمَا يُرِيدُ (۲)

عارف اسی کا ترجمہ فرماتے ہیں:

میل من سوئے وصال ومیل او سوئے فراق
ترک کام خود اگفتم ٭ تا بر آید کام دو ست (۳)

کسے پیش شور٭ ہ حالے بنشت که دوزخ تمنا کنی ٭ یا بہشت (۴)
بگفتا مپرس از من ایں ما۔ ا پسند٭ یم انچہ او پسندد مرا (۵)

(۱) ۔ ائی (۲) ''میں اس کا وصال چاہتا ہوں اور وہ مجھ سے ۔ ائی چاہتا ہے پس میں اپنے ارادہ کو چھوڑ٭ ہوں محبوب کی خواہش کی وجہ سے'' (۳) ''میری خواہش وصل کی اس کی خواہش ۔ ائی کی میں نے اپنا مقصد چھوڑ٭ کہ دو ست کا مقصد پورا ہو'' (۴) ''کسی نے ای- عاشق کو تحری کیا کہ تیری تمنا دوزخ کی ہے٭ یا بہشت کی'' (۵) ''وہ بولا کہ مجھ سے اس کا ٭ کرہ نہ کر میں نے اس کو پسند کیا جو میرے لئے محبوب نے پسند کیا''۔

اور گو عاشق تو غلبۂ سکر (۱) میں فراقِ حقیقی پر بھی راضی ہے 1 وہ اس کو فراقِ حقیقی میں مبتلا کرتے نہیں۔ کیوè . # اس کو عاشق مان لیاH تو عاشقوں کے ساتھ وہ .* ؤ کر h ہیں وہ تو اپنے وصال سے مشرف کرنے کے لئے بہانہ ڈھو تے ہیں۔ فاسقوں کو بھی ذراسی* .ت پر مشرف بوصال کردیتے ہیں پھر عاشقوں کو تو کیسے محروم کردیں گے۔

رحمت حق بہانہ می جو

ا۔ .$ پر کا قصہ ہے کہ وہ. سوں ا۔ صنم کی پرستش کر رہا۔ اور* .ن سے بھی صنم صنم کہتا رہا۔ ا۔ دن غلطی سے بجائے صنم کے* .ن سے صمد نکلH تو معاً غیب (۲) سے آواز آئی۔

لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ لَبَّیْکَ اس پر حال طاری ہH ۔ اور .$ کے ا۔ لات ماری کہ کمبخت تجھے اتنے عرصہ- میں نے پکارا ا۔ دن بھی تو نے جواب نہ* میں قر .ن جاؤں اپنے : اکے ا۔ دن غلطی سے اس کا* م* .ن سے نکلH تو اس کا بھی فوراً جواب* ۔ سچ ہے ۔

رحمتِ حق بہانہ می جو اور رحمت حق بہانہ می جو (۳)

. # وہ غیر عشاق کے ساتھ یہ .* ؤ کرتے ہیں تو عشاق کو فراقِ حقیقی میں . مبتلا کریں گے گو یہ اس پر بھی راضی ہو بلکہ صرف فراق صوری (۴) میں کبھی مبتلا کردیتے 1 اس کی ایسی مثال ہے جیسے ا۔ عاشق کو محبوب کسی کام کے لئے* .زار بھیج دے تو اس وقت گو یہ فراق صوری میں مبتلا ہے 1 بوجہ رضا کے قرب سے مشرف ہے اور جو اس سے مچلے وہ عاشق نہیں وہ گو ظاہر میں* پر س بیٹھا ہوا ہے۔ 1

(۱) %میں+ مست ہونے کی بنا پر (۲) فوراً غیب سے آواز آئی (۳) ''اللہ کی رحمت بہانہ ڈھو تی ہے اور بہاؤ نہیں ڈھو تی'' (۴) صورۃ . ائی ہوتی ہے حقیقتاً نہیں۔

*۔ طن میں مبتلائے غضب ہے(۱)۔

طلب رضاء

عاشق کی تو شان یہ ہے کہ اگر محبوب سچ مچ بھی نکال دے۔ .# بھی اس کے تعلق میں فرق نہ آئے کسی مشاعرہ میں ای۔ شاعر نے یہ شعر پڑھا ۔

اس کے کوچہ سے .# اُٹھ اہلِ وفا جاتے ہیں
* Ã کام کرے رو بقضا جاتے ہیں

تو اسی وقت ای۔ شاعر نے جواب دی ۔

اس کے کوچہ سے ۔ اُٹھ اہل وفا جاتے ہیں
وہ ہوسناک ہیں جو روبقفا جاتے ہیں

خوب جواب دی 1 اس جواب کا محل وہی ہے جو خود اُٹھ کر جاوے لیکن اگر محبوب ہی اُٹھاوے تو وہ غیبت میں بھی حاضر ہے(۲)۔ غرض عشاق تو آ ت کے بھی فراق پر راضی ہیں اور وہ فراق یہ ہے کہ اُن کو جہنم میں بھیج دی جائے 1 وہ بھی حقیقی فراق نہ ہوگا یعنی جہنم میں اُن پر عذاب نہ ہوگا۔ کیوè جہنم میں جا عذاب کو مستلزم نہیں جیسے *& جہنم (۳) دوزخ میں موجود ہیں 1 معذب نہیں ہیں۔ دوزخ میں کسی کا ہو اس کے معذب ہونے کی دلیل نہیں۔ یہاں سے حل ہH ۔ ارشادِ t ی a :اَلْوَائِدَةُ وَالْمَوْؤُدَةُ كِلاَهُمَا فِي النَّارِ (۴)

کہ زندہ گاڑنے والی اور زندہ درگور کی ہوئی دونوں جہنم میں ہوں گی۔ یہاں اشکال ہو ہے کہ مؤودہ کا کیا قصور ہے۔ جواب یہ ہے کہ اس کا جہنم میں جا قصور کی

(۱) ۔طنا غصہ کا محل ہے(۲) غیر حاضر ہو کر بھی حاضر ہیں (۳) جہنم کے فرشتے دوزخ میں ہونے کے ۔ وجود ان کو عذاب نہیں ہو (۴) مسند احمد:۴/۵۹، سنن النسائی:۲/۲۲۸، کنز العمال:۱۹۰۰۶۔

بناء پر نہیں ہے بلکہ وہ (۱) کے عذاب روحانی کے لئے جاوے گی کہ اُس کو دیکھ دیکھ کر ماں کی حسرت بڑھے کہ میں نے اس کے ساتھ کیسی بے رحمی کا کیا تھا۔ جس کی وجہ سے آج یہ عذاب اور رسوائی ہورہی ہے تو وہ کو عذاب جسمانی بھی ہوگا اور عذاب روحانی بھی اور مَوْؤُدَةُ کا جہنم میں اس کے معذب ہونے کو مستلزم نہیں۔

اور یہی جواب اس اشکال کا ہے جو آیت :اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ لَوْ كَانَ هٰؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲)

اور حدیث ہے اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ يُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ جَهَنَّمَ (او کماقال) (۳)۔ پر وارد ہوتا ہے کہ آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جتنی چیزوں کو اللہ کے سوا عبادت کی گئی ہے جیسے اصنام اور شمس وقمر (۴) وغیرہ وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے اور حدیث میں شمس وقمر کی تصریح ہے اس پر بھی وہی سوال ہوتا ہے کہ ان چیزوں نے کیا قصور کیا۔ میں بچہ سا دیوبند میں پڑھتا تھا تو مجھے یاد ہے کہ اس مسئلہ میں دو مولویوں کے درمیان تقریباً دو گھنٹہ بحث رہی ایک کہتے تھے کہ ان کو عذاب نہ ہوگا کیونکہ یہ جمادات ہیں دوسرے کہتے تھے کہ نہیں ان کو بھی عذاب ہوگا۔ کیونکہ یہ شرک تھے۔

اس وقت تو میں کچھ نہ بولا کیونکہ بزرگوں کی بات میں دخل دینا خلافِ ادب تھا اب بولتا ہوں کیونکہ اس وقت میری داڑھی کچھ اُن سے زیادہ بڑھی

(۱) گاڑنے والی کے عذاب کے لئے جائے گی (۲) ''اے مشرکو! بے شک تم اور جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہو جہنم میں جھونکے جاؤ گے اور تم اس میں داخل ہوگے اور یہ بات سمجھنے کی ہے اور تم واقعی معبود ہوتو جہنم میں کیوں جاتے اور (عابدین معبودین) اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے'' (۲) ''بے شک سورج اور چاند دونوں دوزخ میں ڈالے جائیں گے'' الصحیح للبخاری: ۳/۵۱، الصحیح لمسلم کتاب الصیام: ۱۹۳ سنن النسائی۔ ۴/۲۱۱ (۴) سورج، چاند۔

ہوئی ہے (یہ بطور لطیفہ کے فرمایا) جواب وہی ہے کہ ان اشیاء کا دخولِ جہنم قصور کی وجہ سے نہ ہوگا اور سببیت بلا قصد کوئی قصور نہیں ورنہ*۔ت بہت دور۔ پہنچے گی۔ بلکہ ان کو کفار کی حسرت ۔ڈھانے کے لئے جہنم میں بھیجا جائے گا کہ وہ ان کو دیکھ دیکھ کر اپنے حماقت ۔پر افسوس کرتے رہیں کہ ہم نے کن چیزوں کو معبود بنایا تھا۔ اور جہنم میں کسی کا ہونا ان کے معذب ہونے کو مستلزم نہیں جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔ غرض عشاق اگر جہنم میں بھیج بھی دیئے جا N تو ان کا دوزخ میں جانا اور طرح کا ہوگا۔ معذبین کی طرح نہ ہوگا۔ دیکھو جیل خانہ میں جانا تو ا۔ مجرم کا ہے اور ا۔ جیلر کا اور ا۔ ڈاکٹر کا جانا ہے جو مجرموں کی صحت کا معائنہ کرتا ہے۔ کیا ۔ کا جانا ۔ ا۔ ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ حیثیات کا فرق موجود ہے گو بظاہر ۔ جیل خانہ ہی میں ہیں 1 ڈاکٹر اور جیلر گورنمنٹ کے مقرب ہیں اور مجرم معتوب ہیں یہی فرق حیثیات دخول جہنم میں بھی کیوں نہیں ما... آ معقول کس لئے ۔پڑھی تھی کیا ماکول[(۱)] بنانے کے لئے ۔پڑھی تھی۔ صا # اس سے کام لو تو پھر کچھ بھی اشکال نہیں۔

اشکال کا جواب

اسی فرق حیثیات سے ا۔ اور اشکال رفع ہوتا ہے وہ یہ کہ عقائد کا مسئلہ ہے کہ رضا ۔لقضاء واجب ہے اور دوسرا مسئلہ ہے کہ خیر و شر ۔ قضاوقدر کے تابع ہیں تو کفر بھی قضاء سے ہے اور تیسرا مسئلہ ہے کہ رضا ۔لکفر کفر ہے تو اب رضاء * ۔لقضاء کیونکر ہوا اگر ہر قضاء کے ساتھ رضاء لازم ہے تو پھر کفر سے رضا لازم ہوگی۔ حالا é رضا ۔لکفر کفر ہے اس کا ا۔ جواب تو علماء ظاہر نے دیا کہ قضاء کے ساتھ تو رضا لازم ہے 1 مقتضی کے ساتھ لازم نہیں اور کفر مقتضی ہے قضاء نہیں تو رضا ۔لکفر اس لئے کفر ہے کہ اُس میں رضا ۔لمقتضی ہے اور رضا ۔لمقتضی مطلقاً واجب بلکہ جائز بھی نہیں بلکہ اگر مقتضی خیر ہے تو رضا واجب ہے اور اگر شر ہے تو جائز نہیں۔ 1 اس

(۱) کیا علم معقول صرف کھانے کے لئے ۔پڑھا تھا۔

بھی نہیں بلکہ اگر مقتضی خیر تو رضا وا. # ہے اور اگر شر ہے تو جا،ٔ نہیں 1 اس جواب میں بہت تکلیف ہے عارفین نے اس سے,ٔھ کر یہ کہا کہ رضا* لکفر میں حیثیات کا فرق ہے یعنی ا۔ حیثیت تو کفر میں صدور عن العبد(۱) کی ہے اور اس درجہ میں یہ شر محض ہے اور اسی درجہ میں اس,پ رضا کفر ہے اور ا۔ حیثیت مخلوقیہ للحق کی ہے یعنی وہ حق تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اور اس درجہ میں وہ حکمتوں کو متضمن ہے اور اسی درجہ میں اس,پ رضا وا. # ہے، خلاصہ یہ ہوا کہ مکسوب للعبد(۲) ہونے کی حیثیت سے اس,پ رضا جا،ٔ نہیں اور مخلوق للحق(۳) ہونے کی حیثیت سے اس,پ رضا وا. # ہے مولا* اسی کو فرماتے ہیں ۔

کفر ہم نسبت بخالق حکمت　۔　اَ بما نسبت کنی کفر آفت ا ۔ (۴)

اور عارف فرماتے ہیں:

درکار خانہ عشق از کفر*اَ۔　۔　آتش کرا بسوزد اَ بولہب m شد(۵)

وجود کفر میں حکمتیں

یعنی حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہونے کی حیثیت سے کفر میں بھی حکمتیں ہیں کہ اس سے صفت قہر وجلال واسم منتقم کا ' ر ہو* ہے نیز اس سے ایمان اور مؤمنین کی رفعت ظاہر ہوتی ہے کیوè اضداد ہی(۶) سے اشیاء کا ' ر کامل ہو* ہے نیز اس سے کارخانۂ د* کی رونق اور,تی ہے کیوè د* میں پوری,تی کافر ہی کرسکتا ہے جس کو آ ت کی کچھ بھی فکر نہیں۔ مسلمان چوè آ ت کی فکر میں رہتا ہے وہ د* میں پوری طرح منہمک نہیں ہوسکتا۔ پھر یہ ریل اور* راور قسم قسم کی نئی ا) دیں کیونکر ظاہر ہوتیں تو

(۱) بندے سے کفر صادر ہو* (۲) بندے کا فعل ہونے کی حیثیت سے (۳) اللہ کی مخلوق ہونے کی حیثیت سے (۴) ''کفر اس کی مخلوق ہونے کی بناء,پ سراسر حکمت ہے اور کفر بندے سے سرزد ہونے کی بناء,پ سراسر آفت ہے'' (۵) ''د* میں کفر کا ہو* بھی ضروری ہے اگر کوڑا کر ٹ نہ ہو تو آگ کس طرح روشن ہو'' (۶) ضدوں ہی سے چیزوں کو پہچا* جا* ہے۔

: اتعالیٰ نے جو کفر کو پیدا کیا اس میں بہت حکمتیں ہوN اور بندہ کی طرف منسوب ہونے کی حیثیت سے کفر میں کوئی حکمت نہیں کیوè جو شخص کفر کررہا ہے اس کا اپنے کفر سے کیا نفع ہے(۱) کچھ بھی نہیں بلکہ اس کا تو ضرر ہی ضرر ہے(۲) گو اُس کے ضرر سے مجموعہ عالم کا نفع(۳) ہے1 خاص اُس کا تو سر* پ ضرر(۴) ہی ہے کہ: اتعالیٰ سے* غی ہH۔ پس کفر اس حیثیت سے کہ: اکا پیدا کیا ہوا ہے اس کے ساتھ رضا لازم ہے چنانچہ اَ/ کوئی یہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے کفر کو کیوں پیدا کیا یہ پیدا کر*. اہوا، یہ کفر ہے اور اس حیثیت سے کہ یہ بندہ کا فعل ہے اس کے ساتھ رضا کفر ہے۔ مثلاً کوئی یہ کہے کہ بہت اچھا ہوا کہ فلاں کافر ہH تو یہ کفر ہے خوب سمجھ لو۔

دیکھئے معقول نے کتنا نفع *ۃ کہ فرق حیثیات سے بہت اشکال مرتفع ہوگئے ہیں یہ کہہ رہا تھا کہ عارفین تو* کامی میں بھی خوش ہیں۔ بس اُن کو صرف ا ی رضا مطلوب ہے اَ/ ان کی* کامی ہی سے راضی ہوں تو وہ اسی میں خوش ہیں گو ایسا ہوگا نہیں اور یہ گفتگو اس پ چلی تھی کہ تم کسی کی : مت کرکے یہ تجوی: نہ کرو کہ وہ کامیاب ہی ہوجاوے ہاں دعا کرنے کا کوئی مضا Bنہیں۔1 اس کو اتنا% کہ اَ/ *. کامی ہوتو رنج ہو یہ منا . نہیں۔ چنانچہ (ص(۵) سے اس کی* G ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ نے جا بجا حضور a کو لگنے اور & سے ا فر*ا یا ہے، پھر اس انہماک سے کیا فا+ ہ جو آج کل لوگوں نے اختیار کررکھا ہے کہ اپنی جما (- کو.* ھا* چاہیے سلسلہ کو پھیلا* چاہیے، اور اس کے لئے مختلف+ بیریں کرتے ہیں۔

کمالِ وصال

غرض آج کل میں دیکھتا ہوں لوگوں کو وصل کی تو کچھ فکر ہے گو بے اصول

(۱) کیا فا+ ہ (۲) نقصان ہی نقصان ہے (۳) اَ/ چہ اس کے نقصان سے ساری د* کا نفع ہے (۴) سراسر نقصان ہی ہے (۵) قرآن وحد$ سے۔

سہی 1فصل عن الخلق (۱) کا مطلق اہتمام نہیں۔ تعلقات کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ مشائخ کا مریدوں کے اجتماع وہجوم سے جی نہیں گھبراتا۔ نہ اُن کی تعظیم وتکریم سے الجھن ہوتی ہے۔ حالانکہ ضرورت ہے کہ کوئی وقت تو ایسا ہو کہ جس میں مخلوق سے یکسو ہوکر خالق کی طرف متوجہ رہا جائے۔ بھلا اور تو کس شمار میں ہیں جبکہ رسول اللہ a کو بھی امر ہے۔(۲)

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلًا (اور ہر طرف سے بے تعلق ہوکر اس کی طرف متوجہ ہوجا)۔ جس میں مفعول مطلق تاکید کے لئے ہے حاصل یہ ہوا کہ مخلوق سے کامل طور پر منقطع ہوکر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور ظاہر ہے کہ کامل توجہ بدوں تقلیل تعلقات (۳) کے ہرگز نہیں ہوسکتی تو مشائخ اور سالکین کو تعلقات قائم نہ کرنے کا اہتمام ہونا چاہئے اور لوگوں کے اجتماع وہجوم سے پریشانی اور تعظیم وغیرہ سے الجھن ہونی چاہئے۔ یہ مذاق پیدا کرو کیونکہ کمال وصول بدوں (۴) اس کے نہیں ہوسکتا۔ سواگر ان آفات سے بچنا چاہتے ہو تو تجربہ کی بناء پر میری رائے یہ ہے کہ کٹر مُلّا بن کر رہو کہ نہ ہو حق ہو، نہ تعویذ گنڈوں کا سلسلہ ہو، درویشوں کا رنگ نہ اختیار کرو، اس سے ہجوم خلق ہوتا ہے بلکہ مُلّانے بن کر رہو کہ لوگ صورت دیکھ کر یہ سمجھیں کہ یہ خشک مولوی ہیں۔ اور اپنے متعلقین کو بھی ایسا ہی تاکید کرو بس جس کو چاہو جو چاہو دیدو اور اس طرح دو کہ کسی کو خبر بھی نہ ہو کہ ان میں بھی کچھ ہے ان ظاہری سامانوں کو دور کرو اور حتی الامکان اپنے کو مستور رکھو۔ رK العاشقین مولانا جامی m جو کہ نقشبندی ہیں فرماتے ہیں:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار ا * کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را(۵)

اور تخصیص نقشبندیہ کی محض ذکر ہی ہے ورنہ محققین کی . کی یہی شان

---

(۱) 1مخلوق سے لاتعلق ہونے کا بالکل خیال نہیں (۲) حکم ہے (۳) تعلقات کم کئے بغیر (۴) وصول میں کمال بغیر اس کے نہیں ہوسکتا (۵) ''حضرات نقشبند طالبین کی عجیب رہبری کرتے ہیں حرم : الٰہی میں بے معلوم راستہ سے قافلہ کو پہنچادیتے ہیں''۔

ہوتی ہے کہ چپکے چپکے # رہی # رجو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں اور سالک کو اس طرح لے جاتے ہیں کہ بعض اوقات خود بھی خبر نہیں ہوتی کہ میں کہاں تھا اور کہاں پہنچ H۔ آگے فرماتے ہیں کہ*. وجود اخفاء کے فیض کی یہ حا - ہے کہ ؎

ہمہ شیرانِ جہاں بستہ ایں سلسلہ # روبہ از حیلہ چہ ساں بگسلد ایں سلسلہ را(۱)

غرض اپنی طرف سے تو اخفاء کا اہتمام کرو۔ ہاں اَ ڈھول خود ہی گلے میں پڑ جائے اور خود بخود بجنے بھی لگے تو اس کو بند نہ کرو، اَ رؤ آوے رولو چیخیں نکلیں تو دو اور عشق الٰہی جس طرح ظاہر ہو چاہے ظاہر ہونے دو، مولا فرماتے ہیں ؎

عشق معشوقان نہاں - وستیر عشق عاشق*. د وصد طبل ونفیر (۲)

ہوسِ کمال

اور عارف فرماتے ہیں:

من حال دل اے زاہد *. خلق نخواہم گفت
کیں نغمہ اَ گویم *. پَ وژ.ب اولیٰ (۳)

یہ بھی ا۔ رَ- ہے اس میں بھی مزا ہے کہ لوگ و. وحال کو دیکھ کر مکار کہیں۔ اَ وہ تم کو مکاروں میں شمار کرا N تو اس سے بھی راضی رہو۔ اور مخلصین میں شمار کرا N تو اسی میں خوش رہو اپنی طرف سے کوئی حا - اپنے لئے تجو: نہ کرو۔ بس یہ شان رکھو کہ ؎

من چو کلکم درمیان اصبعین نیستم درصف طا (بین بین (۴)

(۱)''.# ساری د* کے شیر اس زنجیر طر g میں بندھے ہوئے ہیں، بھلا لومڑی اپنے حیلہ و+ سے اس زنجیر کو کس طرح توڑ دے گی'' (۲)''محبوبوں کا عشق پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے عاشق کے عشق کے تو ہر طرف ڈ ê بجے ہوئے ہیں'' (۳) زاہد میں اپنے دل کے حال کو مخلوق سے نہیں کہنا چاہتا۔ کہ یہ نغمہ اَ میں گاؤں گا تو اس کے لئے پَ واژ.ب سے بھی ژ.دہ موزوں ہوں'' (۴) میں قلم کی طرح انگلیوں کے درمیان میں ہوں، بین بین اطا (کرنے والوں میں سے نہیں ہوں''۔

رشتہ در اَ دنم افگندہ دو ت می۔، د ہر جا کہ خاطر خواہِ او ت (۱)

اعمال تو وہی کرے جو مامور بہ ہیں، ایسا اخفاء نہ کرے کہ اعمال خلاف شرع اختیار کرنے لگے* ۔قی احوال میں جو حال مل جاوے اس۔پ راضی رہے کمال کی ہوس نہ کرے یہ بھی۔ڑا راہزن ہے کہ سالک کمال کی ہوس کرنے لگے۔ا یہ۔۔زرگ کے مُر+ یکو طریق میں کشود کار (۲) نہ ہو* تھا۔ انہوں نے بہت ہی توجہ کی اور۔ڑا زور لگا یہ 1 چلتا ہی نہ تھا، آ ا یہ دن پوچھا کہ ظالم یہ تو بتلا کہ ذکر میں تیری M کیا ہے۔ کہنے لگا میری M یہ ہے کہ کامل ہو جاؤں پھر دوسروں کی اصلاح کروں۔فر ما یہ ارے توبہ کر توبہ کر تو تو شرک میں مبتلا ہے۔ چولہے میں ڈال کمال کو اور مخلوق کی اصلاح کو۔ بس یہ M کر کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جا N ۔ کیسا کمال اور کہاں کی مشیخت یہ حال بناؤ ۔

افروختن وسوختن وجامہ در+ ین پ وانہ زمن شمع زمن گل زمن آموختہ# (۳)

پھو۔ دو اپنی ہوس کو اور جلادو اپنی تجویز کو بس فنا اور تفویض کلی اختیار کرو۔ میاں (۴) کو راضی ر p کی کوشش کرو۔ کمال کی ہوس کرنے والے تم کون ہو۔ واللہ بندہ کو اپنی حقیقت بھی معلوم ہوتی تو دعوے ۔ رہ جاتے ہیں اور ساری ہوس کمال دماغ سے نکل جاتی ہے۔ عارف اپنی طرف سے کبھی نفع پہنچانے کا قصد نہیں کر* نہ اصلاح خلق کا خیال دل میں لا* ہے کیو è اس کو اپنی حقیقت معلوم ہے وہ جا ! ہے کہ بھلا میں کیسے کسی کو نفع پہنچاؤں* یہ میں کسی کی اصلاح کروں۔

,ترک ثناء

عظمت حق ۔# دل میں غا ۔ ہوتی ہے تو یہ ۔ خیالات* پ ش* پ ش (۵)

---

(۱) میری اَ دن میں دو ۔ کی رسی۔پ ڑی ہوئی ہے جہاں اس کا جی چاہتا ہے لے جا* ہے" (۲) سلوک کی راہ اس۔پ کھلتی نہ تھی (۳) "شمع نے جلنا۔پ وانہ نے فدا ہو* ، پھولوں نے چاک دامن کر* مجھ ہی سے تو سیکھا ہے" (۴) اللہ کو راضی کرنے کی (۵) ر یہ ہ ر یہ ہ ہو جاتے ہیں۔

ہوجاتے ہیں۔ واللہ (۱) بعض دفعہ عارف کو حمد و ثنا کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ میرا منہ اور: اتعالیٰ کی ثناء ہائے

خود ثناء کردن زمن ترک ثناء است　　کایں دلیل ہستی و ہستی خطا است (۲)

.# یہ حال غا ہو ہے تو زبان سے ذکر بھی نہیں ۔ لوگ اس کی حقیقت نہیں سمجھ h کہ خود ثنا کردن زمن ترک ثناء کیونکر ہے۔1 مجھے. سوں سے اس کا مشاہدہ ہورہا ہے۔ اُس کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ میرے پاس حضرت استادی مولانا محمود حسن صا # قدس سرہٗ کے ترجمہ قرآن کا ایک پرچہ صا # مطبع نے بھیجا تھا کہ اس ترجمہ کے متعلق اپنی رائے لکھ دو واللہ! اس وقت مجھے اس بات کے تصور سے بھی شرم آئی کہ میں اور حضرت کے ترجمہ کی تعریف کروں۔ کیا مولانا کا ترجمہ بھی میری تقریظ کا محتاج ہے۔ استغفراللہ اس وقت سے مجھے بے ساختہ اس کا انکشاف ہورہا ہے ؎

خود ثناء کردن زمن ترک ثناء است　　کایں دلیل ہستی و ہستی خطا است (۳)

مولانا کے سامنے تو ہمارا یہ حال ہونا چاہئے کہ ؎

با وجودت زمن آواز نیاید کہ منم (تیری موجودگی میں میرے لئے یہ زیبا نہیں کہ میں کہوں کہ میں ہوں)

صاحبو! .# ایک مخلوق کی عظمت حمد سے مانع ہوگئی تو خالق کی عظمت کیوں نہ مانع ہو خود سید العارفین a فرماتے ہیں۔ لَا اُحۡصِیۡ ثَنَآءً عَلَیۡكَ اَنۡتَ كَمَا اَثۡنَیۡتَ عَلٰی نَفۡسِكَ (۴)

---

(۱) اس وقت مجمع پر عالم تحیر تھا، بعض پر یہ طاری تھا اور حضرت قدس سرہٗ پر نہ معلوم کیا کیفیت طاری تھی بس یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس وقت عظمتِ حق کا پورا مشاہدہ ہورہا ہے۔ لفظ لفظ سے فنا اور عجز کا ' رتھا۔ چہرہ پر رجلال نمودار تھے متع المسلمین بطول بقاۃ ۱۲ (۲) ''میرا احمد و ثناء بیان کرنا ترک ثناء کے حکم میں ہے اس لئے کہ یہ دعویٰ ہے کہ ہم بھی کچھ ہیں اور اس کا غلط ہونا ظاہر ہے'' (۳) ''میرا احمد و ثناء بیان کرنا ترک ثناء کے حکم میں ہے اس لئے کہ یہ دعویٰ ہے کہ ہم بھی کچھ ہیں اور اس کا غلط ہونا ظاہر ہے'' (۴) ''میں آپ کی تعریف کا حق ادا نہیں کرسکتا جیسا کہ آپ نے اپنی تعریف خود فرمائی'' (شعب الایمان: رقم ۱۴۰۶)۔

اور بڑا کامل ہے وہ شخص جو اس عظمت کے انکشاف کے بعد بھی کچھ ثناء کرلے حضرت مرزا جان جاناں m نے خوب حمد کی ہے جو دونوں حالتوں کی جامع ہے ۔

: ا در انتظار حمد مانیست محمد چشم ۔ راہ ثنا نیست(۱)

: ا مدح آفریں مصطفیٰ بس   محمد حامد حمد : ا بس(۲)

سبحان اللہ کیا پاکیزہ مضمون ہے آگے فرماتے ہیں ۔

مناجات اگر خواہی بیان کرد   بہ W ہم قنا (میتواں کرد(۳)

محمد از تو می خواہم : ا را   الٰہی از تو # مصطفیٰ را(۴)

اہتمام فصل

غرض کمال کی ہوس نہ کرو۔ جہاں تک ہوسکے اعمال کا اہتمام کرو اس طرح سے کہ وصل کے ساتھ فصل کا بھی اہتمام کرو جس کا اس آیت $ میں امر ہے اور دوسرے مقامات پر بھی اس کی تعلیم بھری ہوئی ہے کہ : ا تعالیٰ کے تعلق کو تمام تعلقات پر غالب کرو۔ اور یہی مراد ہے فصل سے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (۵) اس سے پہلے کفار کے بارے میں فرمایا ہے۔ يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ (۶) کہ وہ اپنے اصنام سے ایسی محبت کرتے ہیں۔ جیسی : ا تعالیٰ سے یہاں شبہ ہوگا کہ کفار کو : ا تعالیٰ سے محبت کہاں تھی جو اس کے برابر بتوں سے محبت کرتے تو خوب سمجھ لو کہ کاف مماثلت (۷) میں نص نہیں ہے بلکہ مشابہت کے لئے ہے، مطلب یہ ہے کہ بتوں کے ساتھ ان کی محبت مشابہ اس محبت کے ہے جو : ا سے محبت رp والوں کو : ا سے ہوا کرتی ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔

(۱)'' : ا اور رسول ہماری حمد وثناء کے منتظر نہیں ہیں'' (۲)'' خالق کی تعریف، تعریف مصطفیٰ m کے لئے کافی ہے : ا کی حمد وثناء بیان کرنے کے لئے محمد کافی ہے'' (۳) اگر تو دعا ہی مانگنا چاہتا ہے۔ تو اس ایک شعر پر بھی قنا (کرسکتا ہے'' (۴)'' اے محبوب : ا تجھ سے : ا کو پہچاننا چاہتا ہوں اے اللہ! تجھ سے محمد مصطفیٰ کی محبت چاہتا ہوں'' (۵) البقرۃ:۱۶۵ (۶) البقرۃ:۱۶۵ (۷) کاف مماثلت بیان کرنے کے لئے نہیں بلکہ مشابہت کے لئے ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کہ مسلمانوں کو: اسے زیادہ محبت ہے۔اس میں مشابہت مذکورہ پر بھی نکیر ہے یعنی کسی مخلوق کی محبت: اتعالیٰ کی محبت کے مشابہ بھی نہ ہو۔ چاہیے۔ ا۔ ہو۔ تو درکنار محبت: اکار۔ ایسا غا ۔ ہو۔ چاہیے کہ سارے عالم پر ظاہر ہوجائے کہ ان کوسوائے حق تعالیٰ کے کسی کی محبت نہیں ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے: ﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ﴾ (۱)

اس میں بھی دوسری چیزوں کی احبیت (۲) پر وعید ہے۔اوراس کا امر ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت تمام محبتوں پر غا ۔ ہونی چاہیے ورنہ حکم ثانی کی وعید ہے کہ صدور حکم ثانی مقدمہ ملتوی ہے ا۔ مقام پر ارشاد ہے کہ ان تعلقات سے: ا تعالیٰ کا قرب نہیں ہوتا۔

﴿ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ (۳)

اس میں قرب کا طر i بتلایا ہے کہ اعمال سے قرب ہوتا ہے۔ پہلی آیتوں میں فصل کا امر تھا، اوراس میں وصل کا طر i بتلایا ہے۔ پس یہ مسئلہ صوفیہ کا گھڑا ہوانہیں ہے۔ بلکہ تمام (ص اس سے بھری ہوئی ہیں کہ وصل وفصل دونوں کی ضرورت ہے۔1 افسوس ہے کہ آج کل فصل عن الغیر کا بالکل اہتمام نہیں

(۱) ''فرمادیجئے! اگر تم کو اپنے باپ ماں اور بیٹا اور بھائی اور بیویاں اور خاندان اور وہ مال جن کو تم نے کمایا ہے اور وہ تجارت جس کے مندا ہونے کا خطرہ ہے: ا اور رسول سے اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو منتظر رہو یہاں۔ کہ حق تعالیٰ اپنا (دوسرا) حکم بھیج دیں'' سورۃ التوبہ:۲۴ (۲) دوسری چیزوں سے زیادہ محبت کرنے پر وعید ہے (۳) ''اور تمہارا مال اور اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنادیں ہاں (ہمارا مقرب وہ ہے) جو ایمان لایا اور نیک عمل کرتا رہا'' السباء:۳۷۔

(یہاں پہنچ کر عصر کی اذان کا وقت ہوH اور اذان ہونے لگی حضرت قدس سرہٗ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ اذان کے بعد فرمایا۔

تقدیم وصل* یا فصل

بس اب میں ختم ہی کرنے والا ہوں۔ . # وصل وفصل کی ضرورت (ص سے معلوم ہوگئی تو ان دونوں کی ضرورت میں تو کلام نہ رہا۔ 1 مشائخ ومربیین کا اس میں اختلاف ہے کہ تقدیم کس کی کی جائے۔ بعض مشائخ کا طریق یہ ہے کہ وہ وصل کی تدبیر پہلے کرتے ہیں پھر اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ غیر اللہ سے تعلق قطع ہوجاتا ہے اور دوسرے فصل کو مقدم کرتے ہیں پھر اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جتنا غیر سے تعلق قطع ہوتا ہے اتنا ہی : اسے بڑھتا ہے کیونکہ è دو ہی تعلق ہیں ان میں اگر ایک بڑھے گا دوسرا p گا اور ایک p گا تو دوسرا بڑھے گا۔

چشتیہ اور نقشبندیہ میں اختلافِ مذاق

اس کی ایسی مثال ہے جیسے اطباء میں اختلاف ہے کہ مریض کو صحت وقوت کی طرف لانا ہو تو اول صحت یعنی ازالۂ مرض کی(۱) تدبیر کرنا چاہئے یا قوت کی۔ اطباء یونانی صحت یعنی ازالۂ مرض کی تدبیر مقدم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ازالۂ مرض وصحت کے بعد قوت خودبخود آنے لگتی ہے اور ڈاکٹر تقویت $ طبع(۲) کی تدبیر مقدم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ . # طبیعت میں قوت پیدا ہو جائے گی تو مرض خود ہی جاتا رہتا ہے، یہی اختلاف اطباء روحانی میں ہے کہ بعض ازالۂ مرض کا اہتمام اوّل کرتے ہیں یہ فصل ہے اور بعض تقویت $ کی تدبیر پہلے کرتے ہیں۔ یہ وصل ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک طریق کو کسی ایک خاص ان کی طرف منسوب کرنا منا . نہیں کیونکہ è ہر شخص مجتہد ہوتا ہے وہ کسی کی تقلید نہیں کرتا اگر ایک

(۱) مرض دور کرنے کی (۲) طبیعت کو قوت پہنچانے کی۔

شیخ چشتی ہو اور کسی وقت اس کے اجتہاد میں مذاق چشتیہ سے نقشبندیہ کا مذاق راجح ہو تو وہ نقشبندی مذاق اختیار کرے گا اور اگر شیخ نقشبندی ہو اور اس کے مذاق میں چشتیہ کا مذاق راجح ہو تو وہ اُسی کو اختیار کرے گا۔فروع میں ہر شیخ مجتہد ہے۔کوئی بھی کسی خاص طر i کا* پابند نہیں ہو*۔1 اصول میں اکثر اپنے سلسلہ کا متبع ہو* ہے۔اس لئے اصولاً نقشبندیہ کی طرف تقدیم وصل منسوب ہے اور چشتیہ کی طرف تقدیم فصل منسوب ہے۔

اور گو دونوں خا# انوں کے مشائخ ہر وقت اس کے* پابند نہیں ہوتے۔ بلکہ طا . کے منا . جو طریق ہو* ہے اُسی کو اختیار کرتے ہیں۔لیکن نقشبندیہ پ اکثر تقدیم وصل کا ر- غا . ہو* ہے اور چشتیہ پ تقدیم فصل کا ر- ۔

چشتیہ اور نقشبندیہ میں امتیاز کا طر i

چنانچہ حضرت حاجی صا # m نے ا- طا . کی منا ـ کا اسی اصل سے امتحان فر* یا تھا وہ واقعہ اس طرح ہوا تھا کہ مولا* " ی احمد صا #* نوتوی m نے حضرت حاجی صا # سے عرض کیا کہ میں بیعت ہو* چاہتا ہوں۔1 متردد ہوں کہ سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوں* یا نقشبندیہ میں ۔تو آپ بتلا دیجئے کہ میرے لئے ز* یادہ کیا منا . ہے۔حضرت نے فر* یا کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ ا- شخص ایسی زمین میں تخم* پاشی کر* چاہتا ہے جس میں جھار جھنکار بہت کھڑے ہیں تو اُسے کیا کر* چاہئے،* یا اول زمین کو جھاڑوں سے صاف کرے پھر تخم ر- ی کرے* یا پہلے تخم ر- ی کر دے پھر جھاڑوں کو صاف کر* رہے۔مولوی " ی احمد صا # نے فر* یا کہ حضرت میرے - دی- تو منا . یہ ہے کہ اول تخم ر- ی کر دے* کہ کچھ تو ثمرہ حاصل ہو جائے۔ایسا نہ ہو کہ جھاڑوں کی صفائی میں موت آ جائے۔پھر یہ خالی ہاتھ ہی جائے۔حضرت نے ہنس کر فر* یا کہ تم نقشبندیہ میں جاؤ۔

شاہ ابوسعید m کی ¯ M.

شرح اس کی یہ ہے کہ نقشبندیہ کا مذاق یہ ہے کہ وہ پہلے ہی دن ذکر کی تلقین کر کے تخم رہ.زی(۱) شروع کر دیتے ہیں۔ اور چشتیہ اول ازالۂ رزائل(۲) کا کام شروع کر کے*. ک چنے چبواتے ہیں (۳)۔ 1 چبواتے نہیں، بلکہ چبواتے تھے(۴)۔ کیوè اب تو وہ بھی طا ۔ علموں کی ضعفِ ہمت(۵) کی وجہ سے نقشبندیہ کے طریق میں سلطان , م الدین بلخی m کی : مت میں* پیادہ qَ ہ سے بلخ پہنچے اور حضرت شیخ کو اطلاع ہوئی تو اول تو.ڑی خاطر کی۔ شہر کے*. ہر-- استقبال کو تشریف لائے اور ساتھ میں سلطان بلخ بھی تھا۔ کیوè وہ شیخ کا m تھا۔ غرض مرشد زادہ(٦) کا.ڑی شان سے استقبال کیا۔ اور شہر میں لے جا کر خوب : مت کی۔ اور کئی روز--*. دشاہ اور وزراء و امراء کے یہاں اُن کی دعوتیں ہوتی رہیں۔ .# کئی دن ہوگئے تو شاہ ابوسعید m صا # نے عرض کیا کہ حضرت میں qَ ہ سے بلخ -- پیادہ چل کر دعوتوں کے لئے نہیں*۔ فرمٓا. صا ñ ادے پھر جو خاص مطلب ہو وہ بیان فرمائیے۔ کہا میں تو وہ دو -- e *. ہوں۔ جو آپ میرے گھر سے لائے ہیں۔ بس یہ g̈ ہیں شیخ کا رَ-+ HU اور*. نِ حال فرمٓا. ے

.. ز ., وردہ تنعم نبرد راہ+ و -- عاشقی شیوۂ + انِ بلاکش. شد(۷)

فرمٓا. صا ñ ادے اَ/ وہ دو -- 8 چاہتے ہو تو پھر یہ شان و شو -- رخصت کرو۔ اور آج سے عوام کی : مت تمہارے سپرد ہے۔ جا کر حمام جھو-(۸)

---

(۱)@ ڈالدیتے ہیں (۲) پہلے. ی خصلتوں کو دور کرتے ہیں (۳) خوب محنت کرواتے ہیں (۴) یعنی پہلے زمانے میں *. دہ محنت کراتے تھے (۵) کمزور ہمتی کے*. ؤ (٦) اپنے شیخ کے W کا بہت اکرام کیا (۷) *.. ز و نعمت میں پلا ہوا دو -- -- نہیں پہنچ سکتا۔ عاشق تو + ان جفاکش ہی کا حصہ ہے'' (۸*) پ نی اَ/ م کرنے کے لئے حمام میں لکڑ.ں جلا کر*. پ نی اَ/ م کریں۔

اور نقیب خاÕہ(۱) سے فرما* کہ ان کو لنگر کی روٹی صبح وشام دے* کرو اور فر* کہ
-- ہم اجازت نہ دیں اس وقت -- ہمارے سامنے نہ آؤ نہ ذکر بتلا* نہ
شغل۔ پس úز روزہ کرتے اور حمام جھونکتے رہو۔ اسی حا -- میں ا- عرصہ
H/ ۔اس کے بعد حضرت شیخ نے بھنگن سے فر* کہ آج کوڑا ابوسعید کے سر پ
ڈال دینا۔ بھنگن نے ایسا ہی کیا تو شاہ ابوسعید نے غصہ سے فر* کہ qہ * تو جو
آج تجھے حقیقت معلوم ہوجاتی۔ بھنگن نے عرض کر* کہ ابوسعید نے یہ کہا تھا۔ فر*
ارے ابھی تو خناس دماغ میں گھسا ہوا ہے(۲)۔ qہ کی بوئے * -- نہیں نکلی
ابھی اور حمام جھونکیں۔ چنانچہ اور عرصہ H/ ۔ پھر د* رہ بھنگن کو وہی حکم *۔
چنانچہ اس نے پھر ایسا ہی کیا، اس دفعہ شاہ ابوسعید نے *ن سے کچھ نہیں کہا 1 تیز
Ãوں سے گھور کر دیکھا۔ شیخ نے یہ حال سن کر فر* کہ ابھی کسر* قی ہے۔ چنانچہ ا-
عرصہ -- اور یہی: مت جاری رکھی اس کے بعد پھر وہی حکم * اس نے پھر ایسا ہی کیا۔
اس وقت شاہ ابوسعید کا Ñ* لکل مل دلH تھا۔ کوڑا جو H/ تھا۔ اپنے او پ ڈالنے
لگے۔ بھنگن نے جا کر شیخ سے یہ حال عرض کیا تو فر* الحمدللہ اول قدم تو طے ہوا۔ واقعی
یہ تکبر راستہ میں حائل ہے۔ نکل جائے تو پھر بہت جلد طریق طے ہوجا* ہے۔ عارف
فرماتے ہیں ؂

میاں عاشق ومعشوق ہیچ حائل نیست تو خود حجاب خودی حافظ از میاں بہ خیز(۳)

1 یہ تکبر ڑی مشکل سے _ ہے چنانچہ اس * ضت شاقہ کے بعد اب
شاہ ابوسعید کو اتنی اجازت ملی کہ شیخ کی مجلس میں آجا* کریں اور * تیں سنا کریں۔
پھر کچھ عرصہ کے بعد ذکر تعلیم کیا H * اب وصل کی + بیر شروع ہوئی۔ ذکر شروع

(۱) خاÕہ کے نگران سے (۲) تکبر دماغ میں بسا ہوا ہے (۳) ''اللہ اور بندے کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہے۔ تو اپنے حجاب خودی کو اے حافظ درمیان سے اٹھادے''۔

کرنے کے بعد کچھ حالات وکیفیات طاری ہوN تو شیخ کو معلوم ہوا کہ ابوسعید میں
عجب پیدا ہH ہے۔ تو فوراً ذکر وشغل چھوڑ ، اور کتوں کی : مت سپرد کی وہ
شکاری کتے تھے ا۔ دن شاہ ابوسعید ان کو جنگل ٹہلانے کو لے جا رہے تھے کہ راستہ میں
کوئی شکار کتوں کو Ã۔ شکار کو دیکھ کر وہ تو ہوا ہوگئے (۱)۔ شاہ ابوسعید بھی کچھ دور۔
زنجیر کو تھامے ہوئے ان کے ساتھ دوڑتے رہے۔ آ کہاں۔ دوڑتے۔ تھک گئے اور
وہ شکاری کتے مضبوط اور قوی ان کے قابو سے ہر ہوگئے۔ ان کو یشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ
زنجیر میرے ہاتھ سے چھوٹ جائے اور کتے چھوٹ کر بھاگ جاN تو شیخ کا عتاب
ہوگا(۲)۔ آپ نے زنجیر کو اپنی کمر سے ھ لیا اور کچھ دور۔ اس طرح دوڑے آ کو
تھک کر گئے۔ اب یہ حال ہے کہ کتے بھاگے جا رہے ہیں اور یہ ساتھ ساتھ گھسٹتے
ہوئے جا رہے ہیں۔ کہیں ڈھیلوں میں سر لگتا ہے۔ کہیں کا ں سے ن زخمی ہو ہے۔

اسی حا میں اُن پ غیبی فضل ہوا کہ ا۔ تجلی خاص ان کے اوپ ہوئی
جس کی لذت نے تمام تکلیف کو بھلا ۔ اُدھر حضرت شیخ کو یہ حا منکشف ہوئی
اور انہوں نے : ام سے فر کہ اس وقت ابوسعید پ فضل ہH۔ اور ا۔ خاص تجلی
سے حق تعالیٰ نے اُن کو مشرف فرما۔ جاؤ جنگل سے اُن کو اٹھا لاؤ۔ : ام تو ادھر
دوڑے اور ادھر سلطان ، م الدین m پ شیخ الشیوخ حضرت شاہ عبدالقدوس
قدس اللہ سرہٗ کی روحا M منکشف ہوئی اور فر ، م الدین تم کو اس سے دہ
مشقت e کا بھی حق تھا 1 ہم نے تو تم سے اتنی مشقت نہ لی تھی۔ یہ ا۔ محبت آمیز
عتاب تھا۔ جس سے سلطان ، م الدین کے دل پ بہت ا ہوا۔ چنانچہ اب جو شاہ
ابوسعید سامنے آئے ہیں تو سلطان جی نے ان کو محبت سے سینہ لگا اور پھر ذکر وشغل
میں لگا ۔ اور اسی طرح خاطر ومدارت ہونے لگی۔ شاہ ابوسعید کو اس روز

(۱) تیز دو شروع ہوگئے (۲) شیخ راض ہوں گے۔

کی تجلی کا بہت اشتیاق تھا۔ کہ وہی تجلی پھر ہو۔ روزانہ ذکر کر کے اس کے مشتاق رہتے تھے. # کئی روز-- نہ ہوئی تو ا- دن حبسِ دم(۱) کر کے بیٹھ گئے۔ اور پختہ ارادہ کرلیا کہ. # -- وہ تجلی نہ ہوگی۔ سانس نہ چھوڑوں گا، چاہے دم نکل جائے کیوè ایسی ز+ گی سے مر جا* بھی اچھا ہے۔ اس طریق میں بھی کیا کیا حالتیں پیش آتی ہیں جس,پ اَ رتی ہے وہی جا! ہے۔ چنانچہ کئی گھنٹے-- سانس روکے بیٹھے رہے*. لآ وہ تجلی پھر ہوئی اور اس کی مسرت میں سانس اس زور سے چھو* کہ پسلی,پ ضرب پہنچی اور ٹوٹ گئی، اسی وقت غیب سے ا- ہاتھ نمودار ہوا جس میں چمچہ کے کوئی دوا تھی وہ ان کے منہ میں لگادی گئی۔ اس کے کھاتے ہی پسلی فوراً جڑ گئی وہی حا - غیر ہوگئی کہ ے

در دم نہفتہ زطبیاں مدعی *. شد کہ از خانہ غیبش دوا کند(۲)

اور اسی کے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوا کہ چوزہ کا(۳) شو*. چند روز-- C۔ انہوں نے حا - فرو ہونے کے بعد شیخ سے یہ قصہ عرض کیا، شیخ نے فوراً چوزوں کا انتظام کر* ی، اور کئی روز-- چوزے کھلائے گئے۔ اب حق تعالیٰ کی طرف سے خود حکم ہو* ہے کہ عمدہ عمدہ غذا N کھاؤ اور پہلے وہ مشقت تھی کہ حمام جھونکھو، جو کی روٹی کھاؤ اس کے بعد خلافت » ہوئی اور شیخ کامل بن کر q ہ آئے۔

اجتہاد طر g

تو صا # پہلے تو چشتیوں کے یہاں یہ مصیبت تھی اُن کے یہاں پہلے فصل مقدم تھا(۴) اور نقشبندیہ کے یہاں وصل مقدم تھا(۵) 1 اب تو چشتی بھی نقشبندی ہوگئے۔ کیا کریں طا . علموں کی ہمتیں اب ویسی نہیں رہیں۔ چوè اب

(۱) سانس روک کر بیٹھ گئے (۲) خود ساختہ اطباء سے اپنے درد کو چھپائے ہوئے ہوں اس امید,پ کہ وہ اپنے ٰانہ غیبی سے میری دوا کریں'' (۳) دیسی مرغی کے بچہ کی ج (۴) ان کے یہاں پہلے غیر اللہ سے قطع تعلقات کرائے جاتے تھے (۵) ابتداءً ذکر کی تلقین کی جاتی تھی اور اللہ سے تعلق قائم کرنے کی سعی کی جاتی تھی۔

ہمتوں میں ضعف ہے(١) اور شیوخ مجتہد ہوتے ہیں اس لئے مجتہدین طریق نے اب یہ طر i اختیار کیا ہے کہ وصل وفصل(٢) دونوں کو ساتھ ساتھ لے چلتے ہیں۔ اب چشتیہ نے تقدیم فصل کو ت ک کردی ہے۔ کیوè یہ صورت اس وقت کے منا . نہیں اور طیب مجتہد ا ی-* ِت کا* پ بند نہیں ہوا کرت ۔ بلکہ منا . کو اختیار کرت ہے۔ سو آج کل یہی صورت منا . ہے کہ دونوں ساتھ ساتھ ہوں اور جو شیخ مجتہد نہ ہو وہ شیخ بنانے کے قابل نہیں اور یہ فیصلہ معیت ویسا ہی ہے جیسے درس ظاہر میں مدرسین کی رائے پہلے مختلف تھی۔ بعض معقول کی (٣) تقدیم کرتے تھے بعض منقول کی (٤) اور ہر ا ی- کے* پ س اپنی رائے کی ت جیح کے دلائل تھے1 اب محققین نے فیصلہ کردی ہے کہ دونوں کو ساتھ ساتھ رکھنا چاہئے۔ اس طرح* ِطن میں محققین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وصل وفصل دونوں کو دوش+ وش لے چلو(٥)۔

بعض مشائخ کی کوت ہی

1آج کل ا ی- نئ+ (ا) دہوئی ہے کہ بعض نے محض وصل ہی کو لے لیا ہے اور فصل سے* ِ لکل ہاتھ روک لیا ہے نہ اُس کو مقدم رکھا نہ مؤ نہ ساتھ ساتھ ہی ر p ہیں۔ چنانچہ بعض اہل غلو جن پ جوگیہ کا مذاق غا . ہے وہ تو وصل یعنی اعمال کو چھوڑ بیٹھے اور ڈ ا اہتمام جنگل میں رہنے اور لذات کے ت ک کا کرنے لگے تو یہ اہلِ* ِطل کا طریق ہے اور اہلِ حق میں سے اکثر مشائخ محض تعلیم ذکر پ اکتفا کرنے لگے۔ ت کیۂ رذائل کا(٦) اہتمام مطلق نہیں کرتے، نہ مری+ کے اعمال و اخلاق پ روک ٹوک کرتے ہیں نہ تعلقات ڈ ھانے پ اُسے ز. کرتے ہی(٧)

(١) ہمتیں کمزور ہیں (٢) تعلق اور لاتعلقی ا ی- دم کی جاتی ہے (٣) پہلے علم معقول منطق وغیرہ پڑھاتے (٤) بعض پہلے قرآن وحد$ پڑھاتے تھے (٥) ساتھ ساتھ لے کر چلو (٦) ی عادتوں کی اصلاح* ِلکل نہیں کرتے (٧) ڈا$ ڈ$ کرتے ہیں۔

اصلاح کا طر i

جو ایسا کرے وہ+*• م ہے1 میں (ص سے بتلا چکا اور صوفیہ کا اس,پ اتفاق ہے کہ+ وں وصل وفصل دونوں(۱) کے طریق طے نہیں ہوسکتا۔ اس کا تو اختیار ہے کہ تقدیم ؤ* خیر کسی کی کردی جائے1 ا- سے* بالکل ہاتھ روک8 یہ طریق کے* بالکل خلاف ہے اور۔ # تقدیم ؤ* خیر کا آج کل خلاف مصلحت ہؤ• اور معیت ہی کا منا ۔ ہؤ• اوپ معلوم ہو چکا تو دونوں کام ساتھ ساتھ ہونے چاہئیں کہ سالک کو ذکروشغل کی تعلیم کے ساتھ اصلاح رذائل کا بھی امر کیا جائے اور ہر رذیلہ(۲) کی اصلاح کا علاج بتلا* جائے اور گو* دہ ضروری یہی علاج ہے رذائل کا 1 ذکر کے ساتھ رذائل کا علاج بہت سہل ہوجا* ہے اس لئے ذکر میں لگا• ضروری ہے کیوè ذکر سے خود بھی ان بہیمی وسبعی قوتوں میں کسی قدر ضعف ہوجا* ہے اب اگر تھوڑی سی توجہ سے کام لیا جائے تو اس طرح جمع کرنے سے وصل کے ساتھ فصل بھی کامل ہوجائے گا، اب وقت تنگ ہے اور تنگیٔ وقت کی وجہ سے میں فروغ کو مفصل نہ کرسکا۔1 اصول بحمداللہ مذکورہ ہوگئے گوان کی بھی تفصیل نہ ہوسکی۔

خلاصہ وعظ

خلاصہ یہ ہے کہ وصل وفصل دونوں کا اہتمام کرو۔ : اسے تعلق بڑھاؤ اور غیر سے تعلق کم کرو اور اس کا طر i کسی محقق سے پوچھو اور اگر شیخ میسر نہ ہو تو محققین کی کتابوں کا مطالعہ کرکے کام شروع کرو۔ ان شاء اللہ• کامی نہ ہوگی اور اگر مشائخ محققین موجود ہوں تو ان سے مل کر طریق معلوم کرو۔ اگر ملنا نہ ہوسکے تو خط وکتا$ سے مراجعت کرو۔ اور عمل کا اہتمام کرو کیوè+ وں عمل کے* تیں* دکر8 اور تصوف کے مسائل رٹ8 محض بے کار ہے، اس طریق میں* تیں بنانے سے کچھ نہیں ہؤ*۔

(۱) بغیر فصل وصل (۲) ہر۔ ائی۔

بلکہ صا # حال ہونے کی ضرورت ہے پھر حال بھی خود مطلوب نہیں۔ بلکہ اصل مطلوب عمل ہے کیفیات واحوال کی ضرورت بھی عمل ہی کے لئے ہے ورنہ خود کیفیات و احوال مقصود نہیں ہیں 1 چوè حال سے عمل میں سہو - ہوجاتی ہے اس لئے صا # حال ہونے کی ضرورت ہے۔+ وں حال کے عادۃً کام نہیں چلتا۔

عمل کی اہمیت

اور* ِ درکھو کہ حال بھی عمل ہی سے پیدا ہو* ہے۔+ وں عمل کے حال وغیرہ کچھ حاصل نہیں ہو* عمل ہی کی۔ - سے ظاہر حال بن جا* ہے۔ اس۔ پ شا* یہ شبہ ہو کہ ابھی تو تم نے عمل کے لئے حال کی ضرورت بتلائی تھی اور اب حال کے لئے عمل کو ضروری کر* یہ تو دور ہو H تو یہ* ت ہے کہ دور . # لازم * ہے کہ موقوف وموقوف علیہ متحد ہوں اور یہاں ایسا نہیں بلکہ یہاں حصولِ حال اختیارِ عمل۔ پ موقوف نہیں عمل + وں حال کے بھی ہوسکتا ہے۔ گو مشقت سے ہو تو ا- جگہ حصولِ موقف ہے اور دوسری جگہ سہو - ودوام، اس لئے دور نہیں۔ پس حاصل یہ ہوا کہ اول تو ہمت ومجاہدہ کی ضرورت رہے گی۔ یہاں - کہ حال پیدا ہوجائے پھر حال پیدا ہونے کے بعد عمل میں ہمت ومجاہدہ کی ضرورت نہ رہے گی۔ بلکہ سہو - سے ہونے لگے گا۔

اب میں ختم کر* ہوں دعا کرو کہ حق تعالیٰ ہم کو حال وعمل » فرما N ۔(آمین)

. -Ã45] ä/e^3 ‘]æ ä/ö! *01æ , 4/3/Ú ^/"2ç/Úæ ^/" , /-‰ *‌/0/1 ä/θ/ö] *‌/0/ ‘ æ

ä/ö<5æ ; : ö] äθö] , 43e Ü$. -4/0/ã/ö] 8 … ä/θ/ö , /4/3/ö] 7] ^/"]ç/16 †/ ì !æ

۔ # 30 9 ö] Ü)$ ä$=1æ

خلیل احمد تھانوی

۱۳ ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ